ان الدین عند اللہ الاسلام

ہفت روزہ — دہلی

خدام الدین

جلد ۲ — ۲۸ رجب المرجب ۱۳۷۶ھ مطابق یکم مارچ ۱۹۵۷ء — شمارہ ۴۲

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ اَبَابَكْرٍ الصِّدِّيقَ قَالَ نَظَرْتُ اِلٰى اَقْدَامِ الْمُشْرِكِيْنَ عَلٰى رُؤُسِنَا وَنَحْنُ فِى الْغَارِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ اَنَّ اَحَدَهُمْ نَظَرَ اِلٰى قَدَمِهٖ اَبْصَرَنَا فَقَالَ يَا اَبَابَكْرٍ مَا ظَنُّكَ بِاثْنَيْنِ اللّٰهُ ثَالِثُهُمَا۔ متفق علیہ۔

انس بن مالک کہتے ہیں کہ ابوبکر صدیقؓ نے ہجرت کا واقعہ بیان کرتے ہوئے غار میں چھپنے کا حال بیان کیا [illegible] کہا کہ میں نے غار کے اوپر کی جانب [illegible] مجھ کو مشرکوں کے قدم نظر آئے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر ان میں سے کسی ایک کی نظر بھی اپنے قدموں پر پڑ گئی تو ہم کو دیکھ لے گا۔ آپ نے فرمایا ابوبکرؓ! تمہارا خیال ان دو شخصوں کی نسبت کیا ہے۔ جن کا تیسرا ساتھی خدا ہے۔

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ قَالَ لِاَبِىْ بَكْرٍ يَا اَبَابَكْرٍ حَدِّثْنِىْ كَيْفَ صَنَعْتُمَا حِيْنَ سَرَيْتَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَسْرَيْنَا لَيْلَتَنَا وَمِنَ الْغَدِ حَتّٰى قَامَ قَائِمُ الظَّهِيْرَةِ وَخَلَا الطَّرِيْقُ لَا يَمُرُّ فِيْهِ اَحَدٌ فَرُفِعَتْ لَنَا صَخْرَةٌ طَوِيْلَةٌ لَهَا ظِلٌّ لَمْ تَاْتِ عَلَيْهَا الشَّمْسُ فَنَزَلْنَا عِنْدَهَا وَسَوَّيْتُ لِلنَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَانًا بِيَدِىْ يَنَامُ عَلَيْهِ وَبَسَطْتُ عَلَيْهِ فَرْوَةً وَقُلْتُ نَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا اَنْفُضُ مَا حَوْلَكَ فَنَامَ وَخَرَجْتُ اَنْفُضُ مَا حَوْلَهٗ فَاِذَا اَنَا بِرَاعٍ مُقْبِلٍ قُلْتُ اَفِىْ غَنَمِكَ لَبَنٌ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ اَفَتَحْلُبُ قَالَ نَعَمْ فَاَخَذَ شَاةً فَحَلَبَ فِىْ قَعْبٍ كُثْبَةً مِنْ لَبَنٍ وَمَعِىْ اِدَاوَةٌ حَمَلْتُهَا لِلنَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْتَوِىْ فِيْهَا يَشْرَبُ وَيَتَوَضَّاُ فَاَتَيْتُ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَرِهْتُ اَنْ اُوْقِظَهٗ فَوَافَقْتُهٗ حِيْنَ اسْتَيْقَظَ فَصَبَبْتُ مِنَ الْمَاءِ عَلَى اللَّبَنِ حَتّٰى بَرَدَ اَسْفَلُهٗ فَقُلْتُ اشْرَبْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَشَرِبَ حَتّٰى رَضِيْتُ ثُمَّ قَالَ اَلَمْ يَاْنِ لِلرَّحِيْلِ قُلْتُ بَلٰى قَالَ فَارْتَحَلْنَا بَعْدَ مَا مَالَتِ الشَّمْسُ وَاتَّبَعَنَا سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكٍ فَقُلْتُ اُتِيْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا فَدَعَا عَلَيْهِ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَارْتَطَمَتْ بِهٖ فَرَسُهٗ اِلٰى بَطْنِهَا فِىْ جَلَدٍ مِنَ الْاَرْضِ فَقَالَ اِنِّىْ اَرَاكُمَا دَعَوْتُمَا عَلَىَّ فَادْعُوَا لِىْ فَاللّٰهُ لَكُمَا اَنْ اَرُدَّ عَنْكُمَا الطَّلَبَ فَدَعَا لَهُ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَجَا فَجَعَلَ لَا يَلْقٰى اَحَدًا اِلَّا قَالَ كُفِيْتُمْ مَا هٰهُنَا فَلَا يَلْقٰى اَحَدًا اِلَّا رَدَّهٗ۔ متفق علیہ۔

براء بن عازبؓ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا اے ابوبکرؓ جب تم رات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ سے مدینہ کو ہجرت کرکے چلے تھے تو تم نے کیا کیا۔ ابوبکرؓ نے کہا (غار سے نکل کر) ہم ساری رات چلے اور دوسرے دن بھی آدھے دن تک سفر کرتے رہے جب دوپہر ہو گئی اور آفتاب ٹھہر گیا اور راستہ خالی ہو گیا [illegible] ہم کو ایک پتھر نظر آیا بہت لمبا جس کے نیچے سایہ تھا اور آفتاب اس پر نہ آیا تھا۔ ہم اس کے پاس اتر پڑے اور میں نے رسول اللہؐ کے لئے اپنے ہاتھوں سے ایک جگہ صاف و ہموار کی تاکہ رسول اللہؐ اس پر سو رہیں۔ پھر میں نے پوستین بچھایا [illegible] عرض کیا یا رسول اللہؐ آپ سو رہیئے۔ میں ادھر اُدھر دیکھتا رہونگا اور آپ کی حفاظت کروں گا۔ رسول اللہؐ سو گئے اور میں وہاں سے اُٹھا۔ تاکہ ادھر اُدھر دیکھتا رہوں اور آپ کی حفاظت کروں۔ ناگہاں میں نے ایک چرواہے کو دیکھا جو ادھر چلا آرہا تھا۔ میں نے اس سے پوچھا۔ کیا تیری بکریوں میں دودھ ہے؟ اس نے کہا ہاں ہے۔ میں نے کہا کیا تو دودھ دوہے گا۔ اس نے کہا ہاں۔ یہ کہہ کر اس نے ایک بکری کو پکڑ لیا اور لکڑی کے پیالے میں تھوڑا سا دودھ دوہ دیا۔ میرے پاس ایک چھاگل تھی۔ جس میں میں نے رسول اللہؐ کے لئے پانی بھر رکھا تھا۔ جس کو آپ پیتے بھی تھے اور اس سے

باقی بر صفحہ ۱۲

ذکرِ الٰہی

(از جناب محمد شفیع عمر الدین - دفتر دار - میرپور خاص)

(سلسلہ کے لئے ملاحظہ ہو خدام الدین یکم فروری ۱۹۵۷ء)

(۵)

ذکرِ الٰہی کی برکت سے دشمنِ دین پر کامیابی ملنا

اللہ تعالےٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبوت کی نعمت سے نوازا اور حکم صادر فرمایا۔ اِذْهَبْ اَنْتَ وَاَخُوْكَ بِاٰيٰتِيْ وَلَا تَنِيَا فِيْ ذِكْرِيْ ۝ سورہ طٰہٰ رکوع ۳ پارہ ۱۶

ترجمہ۔ تو اور تیرا بھائی میری نشانیاں لے کر جاؤ۔ اور میری یاد میں کوتاہی نہ کرو۔

یعنی میری یاد میں سُستی نہ کرنا۔ بقول حضرت شیخ الاسلام شبیر احمد صاحب عثمانی رح "اللہ کے نام کی تبلیغ میں پوری مستعدی دکھلاؤ۔ اور تمام احوال و اوقات میں عموماً اور دعوت اور تبلیغ کے وقت خصوصاً اللہ کو کثرت سے یاد کرو کہ اہل اللہ کے لئے کامیابی کا بڑا ذریعہ اور دشمن کے مقابلہ میں بہترین ہتھیار یہی ہے"۔

ابن کثیر رح میں آیا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام جب فرعون کے روبرو ہوتے تو ذکرِ الٰہی میں مشغول رہتے۔ تاکہ اللہ تعالےٰ کی مدد ان کے شاملِ حال رہے۔ انہیں قوی اور مضبوط بنا دے۔ اور فرعون کی شوکت کو ٹال دے۔

لہٰذا یہی پروگرام فرعون اور اس کے لشکر کی تباہی کا باعث بنا۔ اور اسی کی بدولت موسیٰ علیہ السلام اپنے نیک مقصد میں کامیاب ہوئے۔ اب یہی لائحۂ عمل ہماری کامیابی اور کامرانی کا موجب ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کے دین کے دشمنوں کی جھوٹی کرّ و فر سے ہمیں ہرگز خائف نہ ہونا چاہیئے۔ اور فرائضِ عبودیت سے غفلت برت کر ذکرِ الٰہی سے کبھی بھی غافل نہ ہونا چاہیئے۔ دنیاوی طاقت اور قوت کو ذکرِ الٰہی کی قوت سے مزید طاقتور بنانا چاہیئے۔ اور اس کی برکت سے نصرتِ الٰہی کی امید رکھنی چاہیئے۔

جمیع مخلوق ہمیں ذکرِ الٰہی کی طرف توجہ دلاتی ہے

اللہ تعالےٰ نے فرمایا:-

تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ۝ سورہ بنی اسرائیل رکوع ۵ پارہ ۱۵

ترجمہ۔ ساتوں آسمان اور زمین اور جو کوئی ان میں ہے، اس کی پاکی بیان کرتے ہیں۔ اور کوئی چیز نہیں جو اس کی حمد کے ساتھ تسبیح نہ کرتی ہو وہ بُردبار بخشنے والا ہے (حضرت مولانا احمد علی لاہوری)

ہم سُن نہیں سکتے کیونکہ نہ تو تسبیح ہماری لغت میں ہے اور نہ آواز ہمارے کانوں تک پہنچ سکتی ہے۔ مگر جسے اللہ تعالےٰ سُنا دے وہ سُن سکتا ہے اور سمجھ سکتا ہے۔

معراج شریف کی مبارک شب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمانوں میں بہت سی تسبیحات سُنی تھیں۔ (ابن کثیر رح)

ابن مسعود رض سے صحیح بخاری میں ثابت ہے۔ کہ کھانا کھاتے وقت کھانے کی تسبیح ہم سُن رہے تھے۔ (ابن کثیر رح)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مٹھی مبارک میں چند کنکریاں لیں وہ شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ کی طرح تسبیحِ خدا کر رہی تھیں (ابن کثیر رح)

حدیث میں مینڈک کو مارنے کی ممانعت آئی ہے۔ کیونکہ اس کا بولنا تسبیحِ اللہ جل شانہٗ ہے (ابن کثیر رح)

المختصر حیوانات، نباتات، جمادات وغیرہ بزبانِ قال ذکرِ الٰہی کرتے ہیں۔ مجھے ایک روزمرّہ کی لگاتار حقیقت نے بڑا ہی متاثر کیا ہے۔ مجھے جب ایک سال سے زیادہ عرصہ کندہ کوٹ ضلع جیکب آباد میں رہنے کا موقعہ ملا۔ تو ادھر میرے رہائشی مکان کے قریب چند بڑے بڑے درخت تھے۔ جو پرندوں کا بسیرا تھے۔ یہ پرندے روزانہ بلاناغہ طلوعِ آفتاب سے ایک گھنٹہ قبل سب مل کر باآواز بولنا شروع کر دیتے اور طلوعِ آفتاب پر خاموش ہو جاتے۔ میرا ضمیر مجھے ہمیشہ یہی کہتا رہا کہ یہ سب مل کر باجہر ذکرِ الٰہی کرتے ہیں۔ اور ان کا یہ شغل مجھے حضراتِ صوفیاء کرام کے ذکر کے حلقوں کی یاد دلاتا رہا۔

جملہ مخلوق ذکرِ الٰہی میں مشغول ہے۔ مگر انسان ان کے ذکر کو سمجھ نہیں سکتا۔ اس کے حکم کے آگے جھکی ہوئی ہے۔ فرشتے معصوم ہیں۔ مگر اس کے باوجود بھی دن رات ذکرِ الٰہی کا شغل رکھتے ہیں۔ اب اگر ہم یادِ الٰہی سے غفلت برتیں تو یہ ہمارے لئے ہرگز روا نہیں۔

ہمیں دوسری مخلوق سے سبق لے کر سعادت مند بننا چاہیئے۔ اللہ تعالےٰ کے نیک بندے تو معمولی معمولی واقعات سے سبق پذیر ہوتے ہیں۔ حضرت عارف باللہ شیخ شبلی رح کے کان میں ایک سبزی فروش کی آواز پڑی جو کہہ رہا تھا کہ دس خیار (کھیرے) ایک دانگ میں۔ حضرت شیخ علیہ الرحمۃ نے آہ سرد بھری اور حواس باختہ ہوگئے۔ کیونکہ خیار نیکوں کو بھی کہتے ہیں۔ شیخ رح اس خیال میں پڑ گئے کہ جب دس نیکوں کا معاوضہ محض ایک دانگ ہے تو ہم کس شمار میں ہیں۔ آپ اتنا اللہ اللہ کرتے ہوئے بھی خود کو حقیر سمجھ کر بیتاب ہوگئے۔ مگر ہم اللہ اللہ نہ کرتے ہوئے بھی خوش ہیں۔ اللہ تعالےٰ ہمیں فہمِ سلیم عطا کرے۔

اب ایک واقعہ حضرت شیخ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی سُن لیجئے۔ آپ نے ایک چور کو سولی پر لٹکتے ہوئے دیکھ کر اس کے پاؤں چوم لئے۔ کیونکہ اس سے آپ نے ذکرِ الٰہی میں ثابت قدم رہنے کا سبق اخذ کیا۔ کہ چور نے جان تک دے دی مگر اپنے (بُرے) ارادے پر ڈٹا رہا۔ جب ایک بُرا بُرائی میں اتنا مستقل مزاج رہا جس پر رہنا نہ چاہیئے تھا تو ایک اللہ اللہ کرنے والے کو تو ذکرِ الٰہی کا دامن ہرگز نہ چھوڑنا چاہیئے۔

جب انواع و اقسام کی بدیاں دن بدن بڑھ رہی ہوں۔ تو اہل اللہ کو ذکر و فکر کے دائرے کو وسیع کرنے کی کوشش کرتے رہنا چاہیئے۔ (باقی دارد)

ہفت روزہ خدام الدین لاہور

جلد ۲ | ۲۸ رجب المرجب ۱۳۷۶ھ مطابق یکم مارچ ۱۹۵۷ء | شمارہ ۴۲

اشتراکیت — انصاف کی کسوٹی پر

چہار طاقتی قرارداد پر روس کا حق تنسیخ استعمال کرنا کشمیر کیس کے بارے میں بہت سے حقائق کا حامل ہے۔ پہلی حقیقت یہ ہے کہ اس زمانہ میں نظریات زندگی خواہ وہ اشتراکی ہوں یا سرمایہ دارانہ بری طرح عالمی سیاست سے متاثر ہو رہے ہیں۔ روس پر یہ امر اظہر من الشمس ہے کہ کشمیر کا معاملہ ہند و پاکستان کی تملیک کا معاملہ نہیں۔ دونوں ممالک کے دعاوی یکساں نہیں۔ جہاں ہندوستان وادی کشمیر کو بھارت کا جزو لاینفک گردانتا ہے۔ وہاں پاکستان کشمیر پر اپنا پیدائشی یا تاریخی حق نہیں جتاتا۔ بلکہ فقط یہ مطالبہ کرتا ہے کہ کشمیر کے چالیس لاکھ باشندوں کو اپنی مرضی سے فیصلہ کرنے دیا جائے کہ وہ اپنی قسمت کس ملک سے وابستہ کرنا چاہتے ہیں۔ روس کو اچھی طرح معلوم ہے۔ کہ اس تنازعہ کی لپیٹ میں کوئی سرمایہ دارانہ نظام یا آمرانہ حکومت نہیں آتی۔ بلکہ لاکھوں عوام ہیں جو اقوام عالم کے فیصلہ کا دھڑکتے ہوئے دلوں کے ساتھ انتظار کر رہے ہیں۔ عوام دوستی اور جمہوریت پسندی اشتراکیت کی اساسی شرائط ہیں۔ لیکن ان تمام حقائق کے قطع نظر روس نے چہار طاقتی قرارداد کو جو اس مسئلہ کے سلجھاؤ کی یک گونہ عملی صورت پیش کر رہی تھی بیک جنبش حق تنسیخ رد کر دیا۔

دوسری حقیقت یہ ہے کہ روس ایشیا میں سامراجی طاقتوں پر اس لئے لعن طعن کرتا تھا کہ وہ وہاں ملکی آزادی سلب کئے ہوئے ہیں۔ لیکن اس وقت خود ہندوستان کشمیر پر غاصبانہ قبضہ کر کے سامراجیت کا پارٹ ادا کر رہا ہے۔ ہندوستان کو روس کی مدد ملنا تمام ایشیائی اور افریقی ممالک کو خبردار کرتا ہے۔ کہ اشتراکیت کے معنی حق و انصاف ملکی اور شخصی آزادی نہیں ہے۔ بلکہ اشتراکیت، خود غرضی، مطلب براری، نفاق اندازی اور شاطرانہ سیاست کا دوسرا نام ہے۔

تیسری حقیقت یہ ہے کہ ہندوستان نے اکثر ایشیائی اور بعض افریقی ممالک (جن میں انڈونیشیا، برما، لنکا، مصر وغیرہ قابل ذکر ہیں) کو ایک دھوکا دے رکھا ہے کہ وہ سرمایہ دارانہ نظام اور اشتراکیت دونوں کا دشمن ہے اور غیر جانبداری کا علمبردار ہے لیکن روس کے ویٹو نے ہندوستان کی اس دھوکہ دہی کا بھانڈا بھرا ہے میں پھوڑ دیا ہے۔ اگر اب بھی وہ غیر جانبداری کا دعوےٰ کرے تو اس کے اس دعوے کو کوئی عقلمند تسلیم کرنے کو تیار نہ ہوگا۔

باقی رہا کشمیر کے مسئلہ کا سوال، اس میں پاکستان بفضل تعالیٰ سو فیصدی کامیاب ہے۔ دنیا کے بیشتر ممالک کے اخبارات بھارتی سیاستدانوں کو چلو بھر پانی میں ڈوب مرنے کا مشورہ دے چکے ہیں۔ بھارت کی ساکھ کا دیوالہ تو پہلے ہی نکل چکا تھا۔ وہ شدہ شدہ روس کو بھی لے ڈوبا۔ "ہم تو ڈوبے ہیں صنم تجھ کو بھی لے ڈوبیں گے" اب جہاں بھارت کی ڈھٹائی اور بے شرمی کا ذکر ہوگا۔ وہاں روس کی امن دشمنی اور نفاق آرائی کا تذکرہ بھی ساتھ ہی ہوگا۔ یہ اوچھے ہتھیار انشاء اللہ کشمیریوں کو حق خود اختیاری دلانے سے روک نہیں سکتے۔ ہر جگہ بھارت کو روس کا سایہ نصیب نہیں ہوتا رہے گا۔ یہ اس کی بھول بانسی ہے۔ اگر وہ سہ طاقتی قرارداد پر جہاں تک ہو سکے عمل کرے اور رائے شماری کے انکار پر ضد نہ کرے ورنہ پاکستان اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں چلا جائے گا۔ جہاں وہ ایک طرف روس کی ویٹو سے محفوظ رہے گا۔ اور دوسری طرف دنیا کے ساٹھ ستر ممالک کی لعنت ملامت بھارت کی جھولی میں آ پڑے گی اور قرارداد وہی ہوگی، جسے اب وہ منظور نہیں کرتا۔

شعار اللہ کا معاملہ اور حکومت

وکٹوریہ روڈ کراچی صدر کی نو تعمیر کردہ مسجد کا معاملہ قومی اسمبلی میں خاصی ہنگامہ آرائی کا باعث ہو رہا ہے۔ عوام یہ کہتے ہیں کہ سرکاری عمارت کی خاطر مسجد گرائی جا رہی ہے۔ اور حکومت یہ بیان کرتی ہے کہ مسجد نہیں کوئی چبوترہ گرایا جا رہا ہے۔ جس پر لوگ نماز پڑھتے ہیں اور یہ کہ اراضی غیر مسلم کی تھی اور قبضہ ناجائز ہو رہا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

ہمارے خیال میں تقسیم برصغیر کے بعد اس قسم کی اراضی پر بیسیوں مساجد تعمیر ہوئی ہیں۔ اراضی کی ملکیت غیر مسلموں کے بعد ریاست کی ہوتی ہے چنانچہ ہماری معلومات کے مطابق مقامی بلدیاتی حکومت نے ایک خاص تاریخ تک ان تمام مساجد کی منظوری دے دی۔ جو اس سے پہلے بن چکی تھیں۔ صرف ایک مسجد کے لئے بخیلی حکومت کے لئے کوئی معنی نہیں رکھتی۔ مسلمانوں کے لئے مسجد کے بدلہ میں کوئی عمارت خواہ کتنی ہی مفید کیوں نہ ہو ناقابل قبول ہے۔ بھلا معلوم نہیں ہوتا کہ سجدہ گاہ کی اینٹ اینٹ اکھیڑی جائے حقائق کچھ بھی ہوں۔ اس میں عوامی دل شکستگی ضرور ہوگی اور قومی حکومت کو اس سے ہر طرح بچنا ضروری ہے۔

نماز کا ہفتہ

لاہور چھاؤنی کے ایک ادارہ نے مسلمانوں سے درخواست کی ہے کہ وہ ۲۵ر فروری سے لے کر ۳ر مارچ ۱۹۵۷ء تک نماز کا ہفتہ منائیں اور اس میں مسلمانوں کو

باقی بر صفحہ ۹

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعہ ۲۱ رجب ۱۳۷۶ھ ۲۲ فروری ۱۹۵۷ء

دُنیا میں امن فقط اسلام ہی قائم کر سکتا ہے

(حضرت مولانا مدظلہ العالی اس جمعہ کو لاہور سے باہر تشریف فرما تھے لیکن سفر پر تشریف لے جانے سے پہلے ذیل کا خطبہ تحریر فرما کر دے گئے تھے جو اُن کی عدم موجودگی میں اُنکے صاحبزادے حافظ حمید اللہ صاحب نے پڑھ کر سُنا دیا تھا - (مدیر)

ہمارے اسلام میں چند ایسے اصول ہیں جن کی برکت سے دُنیا میں ہم مسلمان ہی امن قائم کر سکتے ہیں - اور وہ اصول آج صفحۂ دُنیا پر سوائے مسلمان کے اور کسی قوم کے پاس نہیں -

پہلا سب انسان ایک ہی برادری ہیں

قولہ تعالےٰ (یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّخَلَقَ مِنْھَا زَوْجَھَا وَبَثَّ مِنْھُمَا رِجَالًا کَثِیْرًا وَّنِسَآءً ج)

سورہ النساء رکوع ۱ پارہ ۴

ترجمہ - اے لوگو اپنے رب سے ڈرتے رہو - جس نے تمکو ایک جان سے پیدا کیا - اور اُس سے اُس کا جوڑا پیدا کیا - اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلائیں -

حاصل

اس آیت سے یہ حاصل نکلا کہ اسلام میں گورے اور کالے - ہندی اور افغانی - یا ایشیائی اور امریکی یا روسی اور افریقی میں کوئی امتیاز نہیں ہے - سب ایک ماں باپ کی اولاد اور سب ایک ہی برادری کے افراد ہیں - لہٰذا کسی ملک میں پیدا ہونے یا کسی قوم میں پیدا ہونے سے کسی کو کسی پر کوئی فوقیت حاصل نہیں ہوتی -

نتیجہ

اس تصوّر کا یہ نتیجہ نکلے گا - کہ سب انسانوں کو آپس میں بحیثیت ایک برادری ہونے کے ایک دوسرے کے ساتھ دل میں محبت پیدا ہو جائے گی - چنانچہ جب کبھی مَیں حج پر گیا ہوں - جب حرمِ کعبہ شریف میں اپنے افریقی بھائیوں کو دیکھتا ہوں - جو عموماً بالکل سیاہ فام ہوتے ہیں - بعضوں کا رنگ اس قدر سیاہ ہوتا ہے کہ جس طرح توا سیاہ ہوتا ہے - اور ان کے ہاتھوں میں قلمی قرآن مجید ہوتا ہے - تو میرے دل میں ایک محبت کی لہر دوڑتی ہے - بلکہ ان میں سے بعض کے قلوب نورِ ایمان سے ایسے منوّر ہوتے ہیں - دل چاہتا ہے کہ انہی کی صحبت میں آدمی دن رات بیٹھا رہے

مساوات مفقود

تمام انسانوں کی ایک برادری کا تخیل اور سب میں بحیثیت انسان ہونے کے مساوات یہ چیز آج دُنیا کی کسی قوم میں نہیں پائی جاتی - آپ کو معلوم ہو گا - کہ ہندوؤں نے چار ذاتیں قائم کر رکھی ہیں - ان میں شودر کو جانور کا درجہ دیتے ہیں - اور اس کے ساتھ یہ بندش کر دی کہ وہ کبھی اپنے رتبہ سے ایک ذرہ آگے نہ بڑھنے پائے - ہندو اپنے آپ کو بڑا مہذب سمجھتا ہے - مگر انسانی مساوات میں اس قدر متشدد ہے - تہذیب کے علمبردار انگریز کو دیکھ لیجئے - لندن میں پیدا شدہ عیسائی کے گرجا میں ہندوستانی عیسائی ہرگز نہیں جا سکتا - گویا کہ اللہ تعالےٰ کے دربار میں بھی کالا آدمی گورے کے ساتھ کھڑا نہیں ہو سکتا - اور سُنیئے - آپ کو معلوم ہوگا - کہ جب کبھی میم صاحبہ کے وضع حمل کے ایام قریب ہوتے تھے تو صاحب بہادر اُسے انگلینڈ بھیج دیتے تھے - تاکہ بچّہ لندن میں پیدا ہو - کیونکہ لندن میں پیدا شدہ انگریز اور لندن سے باہر پیدا شدہ کے حقوق میں فرق تھا - الحمد للہ اسلام میں اس قسم کی کوئی تفریق نہیں ہے - یہاں تو بقول شاعر -

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز

ہندوانہ ذہنیت

مذہب اسلام میں اسلامی برادری کا جو نقشہ مَیں نے گزشتہ سطور میں پیش کیا ہے آج کل بجز چند متبع شریعت مسلمانوں کے عام طور پر پاکستانی مسلمانوں میں بھی نہیں پایا جاتا معاف کیجئے - مَیں صاف کہونگا - اگرچہ اپنا مُنہ اور اپنا ہی تھپڑ کی مثال کیوں نہ ہو - ہم مسلمان زبان سے تو مسلمان ہونے کا دعوےٰ کرتے ہیں - مگر بہت سی چیزوں میں ہماری ذہنیت ہندوانہ ہی ہے - ان میں ایک چیز ذات پات کا سوال ہے - مسلمان بعض قوموں کو بحیثیت قوم کے ذلیل سمجھتے ہیں - مثلاً بڑھئی یا لوہار کو پیشہ کے لحاظ سے متکبر اور مغرور مسلمان ذلیل سمجھتے ہیں - حالانکہ ممکن ہے کہ ایک گاؤں کا بڑھئی یا لوہار یادالٰہی کے لحاظ سے مقبول بارگاہِ الٰہی ہو - اور اس گاؤں کے چوہدری اور چوہدرانیاں اپنی بیدینی کے باعث مردود ہوں -

رحمۃ للعالمین کی تائید

سید المرسلین، خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے - عن ابی ذر - ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لہ انک لست بخیر من احمر ولا اسود الا ان تفضلہ بتقوٰی رواہ احمد ص ۴۳۵

ترجمہ - ابی ذرؓ سے روایت ہے - تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے فرمایا - بے شک تم کسی سرخ اور سیاہ سے بہتر نہیں ہو - مگر اس صورت میں کہ تم پرہیزگاری میں اُس سے بڑھ جاؤ -

خیر القرون میں عملی مساوات

عن عائشۃ ان قریشاً اھمھم شان المرأۃ المخزومیۃ التی سرقت فقالوا من یکلم فیھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا ومن یجترئ علیہ الا اسامۃ بن زید حب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فکلمہ اسامۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتشفع فی حد من حدود اللہ ثم قام فاختطب ثم قال انما اھلک الذین قبلکم انھم کانوا اذا سرق فیھم الشریف ترکوہ واذا سرق فیھم الضعیف اقاموا علیہ الحد وایم اللہ لو ان فاطمۃ بنت محمد سرقت لقطعت یدھا متفق علیہ مشکوٰۃ ص ۳۰۶

ترجمہ - عائشہؓ سے روایت ہے - ایک مخزومی قبیلہ کی عورت کے معاملہ میں قریش کو بڑی دقّت پیش آئی - جس نے چوری کی تھی - انہوں نے کہا - اس کے معاملہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کون بات چیت کرے - پھر کہا کہ اسامہ بن زیدؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے کے سوا اور کون جرأت کر سکتا ہے - پھر اسامہؓ نے آپؐ سے اس معاملہ میں بات کی - تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعلیہ

نے فرمایا۔ کیا تو اللہ کی حدوں میں سے ایک حد کے معاملہ میں سفارش کرتا ہے۔ پھر آپ کھڑے ہوئے اور خطبہ فرمایا۔ پھر فرمایا۔ پہلے لوگوں کو اسی چیز نے ہلاک کیا ہے۔ جب ان میں سے کوئی شریف چوری کرتا تھا تو اسے چھوڑ دیتے تھے۔ اور جب ان میں کوئی کمزور چوری کرتا تھا۔ اُسے سزا دیتے تھے۔ اور خدا کی قسم ہے۔ اگر فاطمہ بیٹی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی چوری کرے گی۔ اُس کا ہاتھ بھی کاٹ دونگا۔

بادشاہ اور ایک ادنےٰ دیہاتی میں مساوات

غسّان کا بادشاہ مسلمان ہو کر مدینہ منوّرہ میں آیا۔ اور حضرت عمرؓ کے ہمراہ مکّہ معظمہ میں حج کے لئے آیا۔ طواف کی حالت میں ایک غریب اعرابی کا پاؤں اُس کے فاخرہ لباس پہ اتفاق سے رکھا گیا۔ جس سے اس کا پاؤں لڑکھڑا گیا۔ متکبّر بادشاہ نے غصّہ میں آکر اُس کے مُنہ پر تھپڑ مار دیا۔ اُس نے حضرت عمرؓ کے پاس جاکر فریاد کی۔ اور بادشاہ طلب کیا گیا۔ بادشاہ اس طلبی سے بہت حیران ہوا۔ اور گھبرایا۔ جب حضرت عمرؓ کے سامنے پیش ہوا۔ تو اُنھوں نے جرم کا اقرار کرنے پر اس اعرابی سے ایک تھپڑ کھا لینے یا معاف کرا لینے کا سادہ فیصلہ صادر کیا۔ بادشاہ نے متحیّر ہو کر کہا کہ یہ بیابان کا ناچیز اعرابی میری برابری کریگا۔ جو غسان کا بادشاہ ہوں۔ حضرت عمرؓ نے جواب دیا۔ کہ اِسی طرح سے ہوگا۔ کیونکہ مسلمان سب مساوی رُتبہ رکھتے ہیں معافی چاہنے کے بہانہ سے اُس وقت چلا گیا۔ اور رات کو بھاگ نکلا۔ اور قسطنطنیہ میں جا پہنچا

نتیجہ

برادرانِ اسلام۔ کیا دُنیا میں کسی قوم کے ہاں اس قسم کی مساوات پائی جاتی ہے۔ اصل اسلام یہی ہے۔ جو میں پیش کر رہا ہوں۔ یہ علیحدہ چیز ہے۔ کوئی کہے کہ مسلمانی در کتاب و مسلمان در گور

دوسرا اصل خدا کی مخلوق پر شفقت مثلاً دشمنانِ اسلام پر شفقت

قولہ تعالیٰ (لَا یَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِیْنَ لَمْ یُقَاتِلُوْكُمْ فِی الدِّیْنِ وَلَمْ یُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِیَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْۤا اِلَیْهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ ۝) سورہ الممتحنہ رکوع ۲ پارہ ۲۸

ترجمہ۔ اللہ تمہیں اُن لوگوں سے منع نہیں کرتا۔ جو تم سے دین کے بارے میں نہیں لڑتے۔ اور نہ اُنہوں نے تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا ہے۔ اس بات سے۔ کہ تم اُن سے بھلائی کرو۔ اور اُن کے حق میں انصاف کرو۔ بے شک اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

شیخ الاسلام پاکستان کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ شیخ الاسلام پاکستان اس آیت پر حاشیہ لکھتے ہیں۔ "مکّہ میں کچھ لوگ ایسے بھی تھے جو آپ مسلمان نہ ہوئے۔ اور مسلمان ہونے والوں سے ضد اور پرخاش بھی نہیں رکھی۔ نہ دین کے معاملہ میں اُن سے لڑے۔ نہ اُن کو ستانے اور نکالنے میں ظالموں کے مددگار بنے۔ اس قسم کے کافروں کے ساتھ بھلائی اور خوش خلقی سے پیش آنے کو اسلام نہیں روکتا۔ جب وہ تمہارے ساتھ نرمی اور رواداری سے پیش آتے ہیں۔ انصاف کا تقاضا یہ ہے۔ کہ تم بھی اُن کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ اور دُنیا کو دکھلا دو کہ اسلامی اخلاق کا معیار کس قدر بلند ہے۔ اسلام کی تعلیم یہ نہیں کہ اگر کافروں کی ایک قوم مسلمانوں سے برسرِ پیکار ہے۔ تو تمام کافروں کو بلا تمیز ایک ہی لاٹھی سے ہانکنا شروع کرو"

میدانِ جنگ میں لڑنے والے دشمن پر شفقت

قولہ تعالیٰ (وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ) الآیہ

سورہ الانفال رکوع ۸ پارہ ۱۰

ترجمہ۔ اور اگر وہ صلح کے لئے مائل ہوں تو تم بھی مائل ہو جاؤ۔ اور اللہ پر بھروسہ کرو۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ اگر دشمن میدانِ جنگ میں صلح کا سفید جھنڈا کھڑا کر دے تو مجاہدینِ اسلام کا فرض ہے کہ حملہ کو روک دیں۔ اگر یہ خطرہ ہو۔ کہ شاید یہ کسی دھوکہ کے لئے صلح کی درخواست کر رہا ہو۔ تو ارشاد ہے۔ کہ اُس کی پروا نہ کرو۔ اور خدا نخواستہ دھوکہ کریگا۔ تو اللہ تعالےٰ فدایانِ اسلام کو پھر طاقت دیگا۔ کہ دشمن کو اس فریب کاری کا مزہ چکھائیں۔ برادرانِ اسلام آپ نے دیکھ لیا کہ اسلام اپنے دشمنوں کے ساتھ بھی کس قدر رواداری اور نرمی اور شفقت کا ہاتھ بڑھانے کے لئے ہر وقت تیار ہے۔

رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اپنے خون کے پیاسوں پر رحم

مکّہ معظمہ کے باشندے جنھوں نے متفقہ طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے شہید کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ ان کے اس فیصلہ کی بناء پر اللہ تعالےٰ نے آپ کو وہاں سے ہجرت کی اجازت دی تھی۔ جب آپؐ فتح مکّہ معظمہ کے دن مکّہ معظّمہ میں داخل ہوتے ہیں۔ تو داخلہ سے پہلے عفو عام کا اعلان کیا جاتا ہے۔ (۱) جو شخص مقابلے سے ہاتھ روکے اور اپنا گھر بند کر لے۔ امن میں ہے۔ (۲) جو شخص ابو سفیان کے گھر میں داخل ہو جائے امن میں ہے (۳) جو شخص مسجد حرام میں داخل ہو جائے امن میں ہے (۴) جو شخص ہتھیار ڈال دے امن میں ہے (۵) جو شخص گھر میں گھُس کر دروازہ بند کر لے۔ امن میں ہے۔ (۶) جو شخص حکیم بن حزام کے گھر میں داخل ہو جائے۔ امن میں ہے (۷) جو شخص ابو رویحہ کے جھنڈے کے نیچے آجائے۔ امن میں ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

اپنے خون کے پیاسوں کے بال بچّوں پر رحم

قولہ تعالےٰ (وَقَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ ۝) سورہ البقرہ رکوع ۲۴

ترجمہ۔ اور اللہ کی راہ میں ان سے لڑو۔ جو تم سے لڑیں۔ اور زیادتی نہ کرو۔ بے شک اللہ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کا حاشیہ

شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے حاشیہ میں فرماتے ہیں زیادتی مت کرو۔ اس کے معنی یہ کہ لڑائی میں لڑکے اور عورتیں قصداً نہ مارے جائیں

برادرانِ اسلام۔ آپ نے اسلام میں دشمنوں پر بھی رحم کا حکم سُن لیا۔ یعنی جو لوگ مسلمانوں کے مقابلہ میں لڑائی میں صف آرا ہوں۔ ان کی عورتوں۔ بچّوں۔ بُوڑھوں کو کچھ نہ کہو۔

مسلمانوں کے دشمن ان کے اخلاق کی تعریف کرتے ہیں (۱)

رومی جو شکست کھا کھا کر دمشق وحمص وغیرہ سے نکلے تھے۔ انطاکیہ پہنچے۔ اور ہرقل سے فریاد کی۔ کہ عرب نے تمام شام کو پامال کر دیا۔ ہرقل نے ان میں سے چند ہوشیار اور معزز آدمیوں

کو دربار میں طلب کیا۔ اور کہا۔ کہ عرب تم سے زور میں۔ جمعیت میں۔ سرو سامان میں کم ہیں۔ پھر تم ان کے مقابلہ میں کیوں نہیں ٹھیر سکتے۔ اس پر سب نے ندامت سے سر جھکالیا۔ اور کسی نے کچھ جواب نہ دیا۔ لیکن ایک تجربہ کار بڈھے نے عرض کی۔ عرب کے اخلاق ہمارے اخلاق سے اچھے ہیں۔ وہ رات کو عبادت کرتے ہیں۔ دن کو روزے رکھتے ہیں۔ کسی پر ظلم نہیں کرتے آپس میں ایک ایک سے برابری کے ساتھ ملتا ہے۔ ہمارا یہ حال ہے۔ کہ شراب پیتے ہیں۔ بدکاریاں کرتے ہیں۔ اقرار کی پابندی نہیں کرتے۔ اوروں پر ظلم کرتے ہیں۔ اس کا یہ اثر ہے۔ کہ ان کے ہر کام میں جوش اور استقلال پایا جاتا ہے۔ اور ہمارا جو کام ہوتا ہے۔ ہمت اور استقلال سے خالی ہوتا ہے۔

(ماخوذ از الفاروق حصہ اول مولفہ شبلی نعمانی)

۲۔ باوجود مذہبی مخالفت کے مسلمانوں سے گرویدگی

حضرت ابوعبیدہؓ نے جو مقامات فتح کرلئے تھے۔ وہاں کے امراء اور رئیس ان کے عدل و انصاف کے اس قدر گرویدہ ہوگئے تھے۔ کہ باوجود مخالف مذہب کے خود اپنی طرف سے دشمن کی خبر لانے کے لئے جاسوس مقرر کر رکھے تھے۔

(ماخوذ از الفاروق مولفہ شبلی نعمانی)

تہذیب کے سب سے بڑے علمبردار

آپ کو معلوم ہے کہ گزشتہ جنگ میں ۱۹۴۵ء میں تہذیب کے سب سے بڑے علمبردار امریکہ نے جاپان پر دو ایٹم بم پھینکے تھے۔ جس سے اڑھائی لاکھ جاپانی ہلاک ہوگئے تھے۔ اور اسلام کی اپنے دشمنوں پر جو شفقت آپ سن چکے ہیں۔ کیا اسلام دنیا کے لئے رحمت اور موجودہ تہذیب انسانوں کے لئے ایک لعنت نہیں ہے۔ اور آپ کو معلوم ہے۔ کہ ۱۹۳۹ء سے لے کر ۱۹۴۵ء تک ان مہذبین نے جو جنگ لڑی ہے۔ اس میں خدا کی مخلوق کو تباہ کرنے کے لئے کس قدر مظالم کئے ہیں۔ اگرچہ انگریز کو میں اسلام کا بدترین دشمن خیال کرتا ہوں۔ مگر جرمن کی اس ناشائستہ اور انسان کش حرکت کو ہرگز پسند نہیں کرتا۔ کہ اس نے ایک ایک رات میں لندن پر پانچ پانچ سو ہوائی جہاز گولہ باری کے لئے بھیجے تھے۔ جس سے خدا جانے کتنی عورتیں اور بچے اور بوڑھے ہلاک ہوگئے ہونگے۔ اس سے صاف طور پر معلوم ہوگیا کہ دنیا میں امن فقط اسلام ہی قائم کرسکتا ہے۔ دنیا کی ہر قوم دشمن کے لئے خونخوار درندوں کا سلوک کرتی ہے اسلام مجبور ہوکر اپنے دشمنوں کا اتنا اپریشن کرتا ہے۔ جس سے اُن کا دماغ ٹھیک ہوجائے۔ انہیں امریکہ کی طرح تباہ نہیں کرنا چاہتا۔ مثلاً عین جنگ کے موقع پر دشمنوں نے صلح کا جھنڈا کھڑا کردیا۔ تو مسلمان نے تلوار میان میں ڈال لی۔

تیسرا اصل انصاف

قولہ تعالےٰ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ لِلَّهِ شُهَدَاءَ بِالْقِسْطِ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَىٰ أَلَّا تَعْدِلُوا اعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ﴾ سورہ المائدہ رکوع ۲ پارہ ۶

ترجمہ۔ اے ایمان والو۔ اللہ کے واسطے انصاف کی گواہی دینے کے لئے کھڑے ہو جاؤ۔ اور کسی قوم کی دشمنی کے باعث انصاف کو ہرگز نہ چھوڑو۔ انصاف کرو۔ یہی بات تقویٰ کے زیادہ نزدیک ہے۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ جو کچھ تم کرتے ہو۔ بے شک اللہ اُس سے خبردار ہے۔

شیخ الاسلام کی نظر میں عدل کے معنی

شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے حاشیہ میں فرماتے ہیں۔ عدل کا مطلب ہے۔ کسی شخص کے ساتھ بدوں افراط یا تفریط وہ معاملہ کرنا جس کا وہ واقعی مستحق ہے۔ عدل و انصاف کی ترازو ایسی صحیح اور برابر ہونی چاہیئے۔ کہ عمیق سے عمیق محبت اور شدید سے شدید عداوت بھی اس کے دونوں پلوں میں سے کسی پلہ کو جھکا نہ سکے۔ عدل کے اسی بلند مقام پر ہونے کے باعث حضور انور نے فرمایا تھا۔ کہ اگر فاطمہؓ بیٹی محمدؐ کی چوری کرے گی تو اس کا ہاتھ بھی کاٹ دوں گا۔ یعنی وہ اگرچہ میری گوشہ جگر ہے۔ مگر انصاف کرنے کے وقت اس تعلق کی کوئی پروا نہ کرونگا۔

حاصل

یہ نکلا کہ کسی کی حق تلفی نہ کی جائے۔ خواہ وہ ہمارا بد سے بدتر دشمن ہی کیوں نہ ہو۔

برادران اسلام۔ اندازہ لگایئے کہ اللہ تعالےٰ مسلمانوں کے اخلاق کو کس قدر بلند سطح پر لے جانا چاہتا ہے۔ اللہ تعالےٰ سے دُعا کرو۔ کہ ہم سچے اصلی اور کھرے مسلمان ہو جائیں۔

مسلمانوں کے انصاف کی تعریف مسلمان

جب اپنی مصلحت کی بناء پر حمص کو چھوڑ کر دمشق کو روانہ ہونے والے تھے۔ تو حضرت ابوعبیدہؓ نے حبیب بن مسلمہؓ کو جو افسر خزانہ تھے۔ بلا کر کہا۔ کہ عیسائیوں سے جو جزیہ یا خراج لیا جاتا ہے۔ اس معاوضہ میں لیا جاتا ہے۔ کہ ہم ان کو ان کے دشمنوں سے بچا سکیں۔ لیکن اس وقت ہماری حالت ایسی نازک ہے۔ کہ ہم ان کی حفاظت کا ذمہ نہیں اُٹھا سکتے۔ اس لئے جو کچھ ان سے وصول ہُوا ہے۔ سب ان کو واپس دے دو۔ اور ان سے کہہ دو کہ ہم کو تمہارے ساتھ جو تعلق تھا۔ اب بھی ہے لیکن چونکہ اس وقت تمہاری حفاظت کے ذمہ دار نہیں ہوسکتے۔ اس لئے جزیہ جو حفاظت کا معاوضہ ہے۔ تم کو واپس کیا جاتا ہے۔ چنانچہ کئی لاکھ کی رقم جو وصول ہوئی تھی۔ کل واپس کردی گئی۔ عیسائیوں پر اس واقعہ کا اس قدر اثر ہُوا۔ کہ وہ روتے جاتے تھے۔ اور جوش کے ساتھ کہتے جاتے تھے۔ کہ خدا تم کو واپس لائے۔"

چوتھا اصل دیانتداری

قولہ تعالےٰ ﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ﴾ الآیہ سورۃ النساء رکوع ۸

ترجمہ۔ بے شک اللہ تعالےٰ تمہیں فرماتا ہے کہ امانتیں امانت والوں کو پہنچادو۔ اور جب لوگوں میں فیصلہ کرنے لگو۔ تو انصاف سے فیصلہ کرو۔

اس ارشاد کا باعث

اللہ تعالےٰ کے اِس ارشاد کا اصلی باعث یہ ہے۔ کہ یہود کی عادت تھی۔ کہ امانت میں خیانت کرتے۔ اور فیصلہ کرتے تھے۔ اس لئے مسلمانوں کو دونوں باتوں سے روکا گیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دیانتداری کی ایک مثال

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو ایک مسلمان (جو منافق تھا) اور ایک یہودی کا مقدمہ پیش ہُوا۔ چونکہ یہودی حق بجانب تھا اس لئے آپ نے اُس کے حق میں فیصلہ فرمایا۔ مسلمان نے خیال کیا کہ آپؐ نے میری رعایت نہیں کی۔ حالانکہ میں مسلمان تھا۔ یہودی سے کہا۔ میری رائے یہ ہے کہ اس فیصلہ پر عمرؓ نظر ثانی کرائی جائے۔ یہودی نے کہا

چلئے۔ مجھے کوئی انکار نہیں ہے۔ جب فاروق اعظمؓ کے ہاں گئے۔ تو یہودی نے سارا ماجرا آپ کو سُنایا۔ اُس کے بعد مسلمان سے پوچھا۔ کیا یہودی نے واقعہ ٹھیک بیان کیا ہے۔ مسلمان نے کہا۔ جی ہاں۔ یہی واقعہ ہے۔ جو یہودی نے بیان کیا ہے۔ آپ نے فرمایا ٹھہرو۔ میں ابھی فیصلہ کر دیتا ہوں۔ اندر جا کر تلوار لائے۔ اور اس مسلمان (جو اصل میں منافق تھا) کا سر قلم کر دیا۔ اور فرمایا۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ نہ مانے اُس کا فیصلہ یہ ہے۔

حضرت عمرؓ کی دیانتداری کا نمونہ

عن سعید بن المسیب ان مسلماً و یہودیاً اختصما الی عمر فرای الحق للیہودی فقضی لہ عمر بہ فقال لہ الیہودی واللہ لقد قضیت بالحق فضربہ عمر بالدرۃ قال وما یدریک فقال الیہودی واللہ انا نجد فی التوراۃ انہ لیس قاض یقضی بالحق الا کان عن یمینہ ملک و عن شمالہ ملک یسددانہ ویوفقانہ للحق مادام مع الحق فاذا ترک الحق عرجا وترکاہ رواہ مالک۔

سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ ایک مسلمان اور ایک یہودی عمرؓ کے پاس اپنا جھگڑا لائے۔ عمرؓ نے یہودی کو حق پر پایا۔ اور آپ نے یہودی کے حق میں فیصلہ فرمایا۔ آپ سے یہودی نے عرض کی۔ خدا کی قسم آپ نے ٹھیک فیصلہ کیا ہے۔ حضرت عمرؓ نے اسے درہ سے مارا اور فرمایا۔ اور تمہیں کس چیز نے یہ بتلایا ہے۔ تب یہودی نے کہا۔ خُدا کی قسم۔ ہم توراۃ میں پاتے ہیں۔ کہ جو قاضی حق کے مطابق فیصلہ کرے اس کے دائیں طرف ایک فرشتہ ہوتا ہے۔ اور بائیں طرف بھی ایک فرشتہ ہوتا ہے۔ جو اسے پختہ کرکے رکھتے ہیں۔ اور اسے حق پر چلنے کی توفیق دلاتے رہتے ہیں۔ جب تک کہ وہ حق پر رہے۔ پھر جب حق کو چھوڑ دیتا ہے تو اوپر چڑھ جاتے ہیں۔ اور اسے چھوڑ جاتے ہیں۔

پانچواں اصل

ذاتی اغراض سے پاک فقط رضا الٰہی مطلوب

اسلام نے اپنے متبعین میں یہ جذبہ پیدا کیا ہے کہ اللہ تعالےٰ کے ملک میں اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے امن قائم کرو۔ تاکہ اللہ تعالےٰ کی مخلوق امن اور چین سے زندگی بسر کرے۔ اس ساری جدوجہد میں جسے جہاد کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اس میں مسلمانوں کی اصلی غرض نہ حصول مملکت تھی۔ نہ دولت۔ نہ عورت۔ مقصود بالذات تھی۔ اسی جذبے کا یہ نتیجہ تھا۔ کہ ہر میدان میں فتح کا سہرا اُن کے سر باندھا جاتا تھا۔ اور شکست کا طوق اُن کے دشمنوں کے گلے میں ڈالا جاتا تھا۔ کیونکہ خدا پرست ہونے کے لحاظ سے خدائی طاقتیں سب ان کی پشت پناہ ہوتی تھیں۔ آپ خود اندازہ لگائیں کہ جس فریق جنگ کے ساتھ خدائی طاقتیں ہوں اُسے کون جیت سکتا ہے۔

مذکورۃ الصدر چیزوں کا ثبوت

پہلی

صحابہ کرام کا جہاد فقط رضا الٰہی کے لئے تھا

قولہ تعالےٰ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِیْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ ۝ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ تُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَ اَنْفُسِكُمْ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ یَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَ یُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَ مَسٰكِنَ طَیِّبَةً فِیْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ۝ وَ اُخْرٰى تُحِبُّوْنَهَا نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ فَتْحٌ قَرِیْبٌ وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ ۝

سورہ الصف رکوع ۲ پارہ ۲۸

ترجمہ۔ اے ایمان والو۔ کیا میں تمہیں ایسی تجارت بتاؤں جو تمہیں دردناک عذاب سے نجات دے۔ تم اللہ اور اُس کے رسول پر ایمان لاؤ۔ اور تم اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کرو۔ یہی تمہارے لئے بہتر ہے۔ اگر تم جانتے ہو۔ وہ تمہارے لئے تمہارے گناہ بخشے گا۔ اور تمہیں بہشتوں میں داخل کرے گا۔ جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہونگی۔ اور پاکیزہ مکانوں میں ہمیشہ رہنے کے باغوں میں یہ بڑی کامیابی ہے۔

دُوسری

خدائی طاقتیں ہمیشہ مؤمنوں کی پشت پناہ رہی ہیں

قولہ تعالےٰ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ فَانْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِیْنَ اَجْرَمُوْا ؕ وَ كَانَ حَقًّا عَلَیْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ

سورۃ الروم رکوع ۵ پارہ ۲۱

ترجمہ۔ اور ہم تم سے پہلے کتنے رسول اپنی اپنی قوم کے پاس بھیج چکے ہیں۔ سو ان کے پاس نشانیاں لے کر آئے۔ پھر ہم نے ان سے بدلہ لیا۔ جو گنہگار تھے۔ اور مومنوں کی مدد ہم پر لازم تھی

آخری عرضداشت

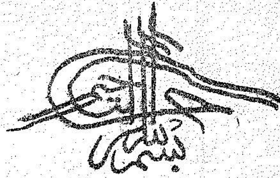
برادران اسلام اگر مسلمانان پاکستان ان پانچ اصول کی پابندی کریں۔ تو پاکستان میں امن قائم ہو جائے گا۔ اور پاکستان زندہ درخشندہ اور پائندہ ہو جائے گا۔ وما علینا الا البلاغ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

بقیہ فاروق اعظمؓ صفحہ ۱۲ سے آگے

اس سے ہو سکتا ہے کہ وفات کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے پاس دفن ہونے کی اجازت حاصل کرنے کے لئے اپنے صاحبزادہ کو حضرت عائشہؓ کے پاس بھیجا تو فرمایا کہ یہ نہ کہنا۔ کہ امیر المومنین نے بھیجا ہے۔ بلکہ یہ کہنا کہ عمرؓ نے بھیجا ہے۔ کیونکہ میں امیر کی حیثیت سے نہیں۔ بلکہ ذاتی حیثیت سے یہ درخواست کر رہا ہوں۔

آپ نے مال غنیمت سے اپنے صاحبزادے حضرت عبد اللہؓ کو مہاجرین کے برابر حصہ نہیں دیا۔ لوگوں نے سفارش کی کہ یہ بھی مہاجر ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ مہاجر نہیں ہے اس کے والدین نے ہجرت کی تھی۔ ان کے ساتھ یہ بھی چلا آیا۔

یورپی مورخین نے اعتراف کیا ہے کہ پیغمبر اسلام اور آپ کے خلفائے راشدین نے دنیا کو نیکی اور انصاف سے بھر دیا۔ ان کے کارنامے اور اخلاق عالیہ آج بھی حیرت انگیز اور متاثر کرنے والے اور قابل اتباع ہیں۔



مجلس ذکر

نجات تزکیہ پر موقوف ہے

۲۱ فروری ۱۹۵۷ء کی شام کو میں لاہور میں موجود نہیں تھا۔ لیکن حافظ مولوی حمید اللہ سلمہ سے کہہ گیا تھا کہ جمعرات کی مجلس ذکر کا عنوان قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ہوگا اور اس کے متعلق اگر ہو سکے تو چند جملے کہہ دینا۔ اب اسی آیت کے متعلق عرض کرنا چاہتا ہوں۔

(قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى) سورۃ الاعلیٰ ۔ پارہ ۳۰

ترجمہ:۔ تحقیق نجات پائی اس شخص نے جو پاک ہو گیا

یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ اللہ جل شانہٗ نے ہر چیز کے حاصل کرنے کے لئے کوئی نہ کوئی سبب اور ذریعہ ضرور تجویز فرمایا ہے۔ علیٰ ھذا القیاس قیامت کے دن اللہ جل شانہٗ کے عذاب سے بچنے کے لئے بھی اللہ تعالےٰ نے کچھ ذرائع اور اسباب تجویز فرمائے ہیں

ان ذرائع کا ترجمان قرآن مجید ہے

قرآن مجید کی تعلیم کا حاصل یہ ہے کہ انسان کا تعلق اپنے خالق سے بھی ٹھیک رہے اور اس کی مخلوقات سے بھی ٹھیک ہو۔ جب دونوں طرف انسان کے تعلقات درست ہو جائیں تب انسان کو اللہ جل شانہٗ کی رضا کا تمغہ ملتا ہے اور اس کا ٹھکانہ آخرت میں بہشت تجویز کر دیا جاتا ہے

تعلق بالخالق اور بالمخلوق درست کرنے کا ذریعہ

فقط قرآن مجید ہے۔ قرآن مجید میں تعلق بالخالق اور تعلق بالمخلوق درست کرنے کے لئے ایک جامع قانون موجود ہے۔ اس قانون الٰہی پر صحیح معنی میں فقط وہی شخص عمل کر سکتا ہے۔ جس کا تزکیہ نفس ہو جائے۔ تزکیہ نفس کے سوا انسان کا تعلق نہ خالق سے صحیح رہ سکتا ہے اور نہ مخلوق سے اس لئے اللہ جل شانہٗ نے انسان کی فلاح یعنی نجات دارین کو تزکیہ پر موقوف کر دیا ہے۔ قد افلح من تزکیٰ والا ارشاد اسی چیز کی اطلاع دے رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے تعلق درست رکھنے کے لئے تزکیہ کے عنوانات

تزکیہ کے سلسلہ میں چھ چیزیں ایسی ہیں کہ جب تک انسان کا ان چیزوں سے تزکیہ نہ ہو یعنی ان آلائشوں سے انسان کا دل جب تک پاک نہ ہو۔ اللہ تعالےٰ کا تعلق اس سے درست ہو ہی نہیں سکتا اور وہ چھ چیزیں یہ ہیں۔

(۱) شرک (۲) کفر (۳) نفاق اعتقادی۔
(۴) ریا (۵) سمعہ (۶) عجب

اور انسانوں کے ساتھ تعلقات درست رکھنے کے لئے دو چیزوں سے بچنا ضروری ہے ایک ان میں سے کبر ہے اور دوسرا حسد ہے۔ ان تمام امراض روحانی مذکورہ بالا کا ذکر وقتاً فوقتاً مجلس ذکر میں آتا رہا ہے۔ اس لئے ان امراض کے متعلق تفصیل کی ضرورت نہیں ہے۔

ناقابل عفو

امراض مذکورہ بالا جن سے پاک ہونے پر بھی عذاب الٰہی سے انسان بچ سکتا ہے۔ ان میں سے بعض ایسی روحانی بیماریاں بھی ہیں کہ اگر انسان ان سے دنیا میں شفایاب ہو کر قبر میں داخل نہ ہوا تو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دوزخ میں رہے گا۔ اور کبھی اسے دوزخ سے رہائی نصیب نہ ہوگی۔

ان میں سے پانچ یہ ہیں۔ (۱) شرک (۲) کفر (۳) نفاق اعتقادی (۴) ریاء (۵) اور سمعہ ان میں سے تین تو بالکل واضح ہیں۔ جن کے متعلق بالتفصیل قرآن مجید میں ذکر آچکا ہے۔ اور ریاء کے متعلق سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے

اِنَّ اَخْوَفَ مَا اَخَافُ عَلَيْكُمُ الشِّرْكُ الْاَصْغَرُ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا الشِّرْكُ الْاَصْغَرُ قَالَ الرِّيَاءُ ۔ ترجمہ بے شک سب سے بڑا خطرہ مجھے تمہارے متعلق چھوٹے شرک کا ہے۔ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ شرک اصغر سے آپ کی کیا مراد ہے۔ آپ نے فرمایا ریاء۔ (یعنی جو کام محض اللہ تعالےٰ کی رضا کے لئے ہی کرنا چاہیئے تھا۔ وہ کام دوسروں کو دکھلانے کی خاطر کیا جائے)

اور سمعہ بھی دراصل ریاء ہی کا جوڑ یا رہے ریاء کے معنی ہیں اپنی نیکی کا کام دوسروں کو دکھلانے کے لئے کیا جائے اور سمعہ کے معنی یہ ہے کہ اپنی نیکی کا کام دوسروں کو سنانے کے لئے کیا جائے۔ تو یہ دونوں چیزیں بھی دراصل شرک ہی کے کھاتے میں آجاتی ہیں۔ اللّٰھم اعذنا منہ

دُعا

اللہ تعالےٰ ہم سب مسلمانوں کو ان روحانی امراض مہلکہ سے شفایاب ہو کر دنیا سے رخصت ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین

بقیہ شذرات صفحہ ۳ سے آگے

فریضہ نماز کی باقاعدہ ادائیگی کی طرف توجہ لائیں۔ ہم اس تجویز کا خیر مقدم کرتے ہوئے صوبائی اور مرکزی حکومتوں سے درخواست کرتے ہیں۔ کہ وہ اس کام کو اپنے ہاتھ میں لیں۔ آئین میں یہ ذمہ داری حکومت پر عائد کی گئی ہے۔ اب تک اس نے اس سلسلہ میں کوئی اقدام نہیں کیا تو وہ عنداللہ و عندالناس مجرم ہے اس کو اب اس طرف توجہ دینی چاہیئے۔ ہمیں یقین ہے کہ ہر فرقہ کے علماء اور عوام اس میں حکومت سے تعاون کرنے کے لئے تیار ہوں گے۔

حج کے لئے درخواستیں

حکومت کی طرف سے اعلان کیا گیا ہے کہ حج کیلئے درخواستیں صرف ۲۶ فروری سے ۷ مارچ ۱۹۵۷ء تک وصول کی جائیں گی۔ ۱۹۵۵ء اور ۱۹۵۶ء میں ناکام ہونے والوں کے لئے سپیشل کوٹہ مخصوص کیا گیا ہے لیکن پرانے درخواست دہندگان اپنی درخواستیں نئے درخواست دہندگان کے ہمراہ نہ بھیجیں۔ ورنہ وہ اس رعایت سے محروم رہیں گے ایک سال سے زائد عمر کے تمام عازمین حج دو صد روپے کا بینک ڈرافٹ یا منی آرڈر ارسال کریں تمام درخواستیں بذریعہ ڈاک رجسٹری کرکے بھیجنی چاہیئں۔ تیسرے درجہ کے کل اخراجات کم از کم ۱۴ سو روپے ہوں گے۔ فارم آنریری سیکرٹری صوبائی حج کمیٹی مغربی پاکستان لاہور سے مفت مل سکتے ہیں۔

نظم

(از جناب صغیر احمد خاں صاحب واثق فوقانی رامپوری)

وہ پیدا کر حسنِ بیاں ۔ رُک جائے رفتار جہاں
ہر فقرہ ہو درسِ حدیث ۔ ہر جملہ جزوِ قرآں
امر و نہی سے واضح ہے ۔ مسئلہ کفر و ایماں
یادِ خدا میں چور ہو دل ۔ نامِ خدا ہو وردِ زباں
کایا پلٹ اِس دُنیا کی ۔ کر دے حقیقت کو عریاں
حق کا علم یوں کر دے بلند ۔ باطل ہو بے نام و نشاں
ایسا شعلہ بن کے بھڑک ۔ کفر کا ہو کافور دُھواں
جب تو سفینہ تیرائے ۔ بن جائے ساحل طوفاں
منزل آکے چومے قدم ۔ لے کر اُٹھ وہ عزمِ جواں
عیش و طرب میں بھول گیا ۔ مسلکِ مومن اے اِنساں
یہ دُنیا تو فانی ہے ۔ کر لے عقبیٰ کا ساماں
بد اعمالی — گمراہی ۔ نیک عمل شرطِ ایماں
تیرے عمل میں مضمر ہیں ۔ نارِ سقر اور باغِ جناں
فیصلہ کر لے اب خود ہی ۔ سوچ سمجھ کر سود و زیاں
چاہے جسے اب کر لے قبول ۔ تیرے لئے ہیں دونوں مکاں
مومن جنّت کا مالک ۔ مشرک دوزخ کا خواہاں
ہر بندہ پر لازم ہے ۔ بندگی تا حدِّ امکاں
غفلت کا یہ وقت نہیں ۔ کھول ذرا چشمِ عرفاں
گھات میں ہے شیطانِ لعیں ۔ دیکھ سنبھل کر چل ناداں

نظم نہیں ہے اے واثق
دل کی کھلی ہیں یہ کلیاں

آداب نماز

(از جناب مولوی عبدالرشید صاحب عباسی واہ چھاؤنی)

یوں تو روزہ، زکوٰۃ، حج بھی اسلام کے اہم رکن ہیں۔ لیکن ان سب سے بڑا رکن نماز ہے۔ جس سے سب سے زیادہ بے توجہی برتی جا رہی ہے۔ رات دن ایک ساتھ کام کرنے یا ساتھ رہنے والوں کو جب یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہم میں سے فلاں شخص نمازی ہوگیا ہے تو دوسرے بے نمازی تعجب کا اظہار کرتے ہیں۔ گویا اس نے ایک ایسا کام اختیار کیا ہے جو مسلمانوں کے فرائض میں داخل نہیں۔ اور پھر اظہار تعجب پر ہی اکتفا نہیں کیا جاتا بلکہ اس غریب نمازی کو مختلف قسم کے خطاب سے نوازا جاتا ہے۔ طعن و تشنیع کی بوچھاڑ ہوتی ہے جس کے نتیجے میں ایک دن وہ پھر رکوع و سجود کی قید سے آزاد ہوکر وہیں آجاتا ہے۔ جہاں پہلے تھا۔ علاوہ بریں جو لوگ دھن کے پکے ہوتے ہیں وہ اس قسم کی لغویات پر کان نہیں دھرتے اور نہایت مستقل مزاجی سے اپنا کام کئے جاتے ہیں۔ چنانچہ ان حضرات کے لئے ضروری ہے کہ وہ نماز جیسے اہم رکن کو وقتی حیثیت نہ دیں۔ یعنی جو کام اپنے ذمہ لیا ہے اس کو پورے قواعد و ضوابط کے ساتھ انجام دیں۔ تاکہ کام کی اہمیت واضح ہو۔ اسی طرح نماز اُس وقت تک بے مزہ اور بے لطف ہے جب تک اس کے تمام قوانین و آئین کو ملحوظ نہ رکھا جائے۔ مثلاً رکوع میں مرد کو اتنا جھکنا چاہیئے کہ کمر برابر ہو جائے اور ہاتھوں کا زور گھٹنوں پر رہے۔ مگر ایسا نہیں ہوتا۔ اور اگر رکوع کی مذکورہ صورت ادا ہو بھی جائے تو سیدھا ہونے سے پہلے سجدے میں جانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ سجدے میں جاتے وقت پہلے گھٹنے رکھے۔ پھر ہاتھ۔ پھر ناک اور سب سے اخیر میں پیشانی۔ اور جب سجدے سے اُٹھے تو اس ترتیب کے خلاف کرے۔ بحالت سجدہ مرد کو چاہیئے کہ دونوں بازو پسلیوں سے علیحدہ رکھے۔ بعض حضرات دونوں بازوؤں کو نہایت فراخدلی سے پھیلا دیتے ہیں۔ جس کے باعث برابر میں نماز پڑھنے والے کی پیشانی زمین کے بجائے اس کی کہنیوں پر آکر رُک جاتی ہے۔۔۔ پیٹ رانوں سے علیحدہ رہے۔ کہنیوں کو زمین سے اونچا رکھا جائے۔ مرد دونوں گھٹنے ایک ساتھ زمین پر رکھے۔ کوئی عذر ہو تو پہلے داہنا ہاتھ رکھے اور پھر بایاں۔ دونوں سجدوں سے فارغ ہوکر قیام کے لئے پنجوں کے بل گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر کھڑا ہونا سنت ہے۔ لیکن کمزور اور ضعیف کے لئے جو ایسا کرنے پر قادر نہ ہو ضروری نہیں قیام کی حالت میں نظر سجدہ کرنے کی جگہ ہو اور رکوع کی حالت میں قدموں کی طرف جلسہ اور قعدہ میں اپنی تشہد والی اُنگلی پر اور سجدہ کی حالت میں اپنی نظر ناک پر رکھنا مستحب ہے۔ حتی المقدور کھانسی کو روکنا چاہیئے۔ لیکن اس معاملہ میں ہماری حالت انتہائی نازک ہے۔ اگر حلق میں معمولی سی خراش محسوس ہو تو ہم پوری طاقت سے کئی مرتبہ کھُل کھُل کرتے ہیں۔ جس کے باعث قراءت سے لطف اُٹھانے والوں کو سخت الجھن ہوتی ہے۔ نماز میں زیادہ تر کھانسنے والے حضرات نماز سے فارغ ہوکر جب بیڑی سگریٹ، حقہ وغیرہ پیتے ہیں تو دھوئیں کی تیزی حلق میں نشتر کا کام کرتی ہے۔ جس کی وجہ سے کھانسنا ضروری امر ہو جاتا ہے۔ مگر نہیں کھانستے۔ اور خصوصاً اس وقت جب کوئی شخص ان سے یا یہ حضرت کسی سے مخاطب ہوں تو کھانسی کے بڑے سے بڑے دباؤ کو روک کر سلسلۂ کلام جاری رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس کھانسی کو روکنے کی وجہ سے چہرہ سُرخ ہو جاتا ہے۔ مگر پھر بھی روکتے ہیں۔ خصوصاً جب امام صاحب قراءت فرما رہے ہوں تو ضرور ایسی کوشش کرنی چاہیئے۔ قیام کی حالت میں اگر جمائی آئے تو سیدھے ہاتھ کی پشت سے مُنہ چھپا لینا چاہیئے۔ اور قیام کے علاوہ جمائی آئے تو بائیں ہاتھ کی پشت سے مُنہ چھپانا چاہیئے۔ اکثر مشاہدے میں آیا ہے کہ دُعا کے لئے ہاتھ اُٹھے ہوئے ہیں۔ زبان سے دعا کے کلمات پڑھے جا رہے ہیں یا آمین کہہ رہے ہیں۔ مُنہ قبلہ کی طرف ہے۔ لیکن جب کھانسی یا جمائی آئی تو رُخ انور کو اپنے ساتھی کی طرف کر دیا۔ کہ خواہ قے ہو جائے ذرا غور کیجئے کہ نماز ہمیں کیسے کیسے آداب سکھاتی ہے۔ دن میں پانچ مرتبہ ایسا کرنے سے یقیناً یہ خصوصیات ہماری عادت میں شامل ہو جائیں گی۔ اور بڑی بڑی محفلوں و مجلسوں میں یہ عزت کی نگاہ سے دیکھے جائیں گے۔

نماز میں فساد

آداب نماز کے تحت اگر ان اقوال و افعال کو بھی بیان کر دیا جائے جن سے نماز میں فساد پیدا ہو جاتا ہے۔ تو کچھ بے محل نہ ہوگا۔ فساد کے معنی نماز میں بگاڑ آجانا۔ یعنی عمل مشروع کے ناقص کو مفسد کہتے ہیں۔ صحیح اور غیر صحیح؟:- اگر عمل کے تمام ارکان و شرائط اور وصف مرغوب پایا جائے تو وہ عمل صحیح ہے اور اگر اس میں کوئی امر قبیح پایا جائے۔ تو اس کی دو صورتیں ہوں گی۔ یا تو وہ امر قبیح باعتبار اصل کے ہوگا یا باعتبار وصف کے۔ اگر باعتبار اصل کے ہو تو وہ باطل ہے۔ اور باعتبار وصف کے ہو تو فاسد ہے۔ بتایا گیا ہے (۶۸) اڑسٹھ امور ایسے ہیں۔ جو نماز کو فاسد کر دیتے ہیں۔ مثلاً (۱) بھول کر یا قصداً کلام کرنا۔ سہواً ہو یا خطاءً۔ سہو میں اصل نماز یاد نہیں رہتی اور خطا میں نماز تو یاد رہتی ہے۔ زبان سے اگر ایک لفظ بھی بامعنی نکل جائے تو نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ مثلاً "ق" اس کے معنی ہیں بچا (۲) دُعا جو ہمارے کلام کے مطابق ہو۔ (۳) قصداً یا سہواً سلام تحیۃ کرنا۔ (۴) سلام کا نماز میں جواب دینا۔ بھول کر ہو یا قصداً (۵) عمل کثیر۔ یعنی نماز کی حالت میں کوئی ایسی حرکت کرنا جس سے دیکھنے والا یہ سمجھے کہ حرکت کرنے والا نماز میں نہیں ہے۔ اگر عمل کثیر نماز کی اصلاح کے لئے ہو تو بہتر ہے یعنی نماز نہیں ٹوٹے گی۔ مثلاً ایک شخص نماز پڑھتے ہوئے بے وضو ہو جائے اور نماز چھوڑ کر وضو کرنے کے لئے مسجد میں چلے تو چونکہ یہ عمل کثیر نماز کی اصلاح کے لئے ہوا اس لئے نماز نہیں ٹوٹے گی۔ عمل کثیر نماز کی اصلاح کے لئے نہ ہو۔ مثلاً کپڑے پہننا۔ کچھ کھا پی لینا۔ نمازی کا چند قدم آگے پیچھے ہٹنا وغیرہ قسم کے افعال نماز کو فاسد کر دینگے۔

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

فاروقِ اعظمؓ

(از جناب مولانا احمد صاحب ایم اے فاضلِ دیوبند لکھنؤ انڈیا)

(گزشتہ سے پیوستہ)

مساوات

فتح بیت المقدس کے موقع پر جب آپ ذمیوں سے معاہدہ کرنے کے لئے ایک غلام کے ہمراہ روانہ ہوئے تو آپ کے پاس صرف ایک اُونٹ تھا۔ اس لئے دونوں بیک وقت سوار ہو کر سفر نہیں کر سکتے تھے۔ اسلام نے دُنیا کو جو سب سے بڑی نعمت عطا کی وہ نوع انسان کی وحدت و مساوات تھی۔ اسلام سے پہلے غلام کو گھاس پھونس کے برابر بھی نہیں سمجھا جاتا تھا۔ اسلام نے اس کو مساوی انسانی حقوق دیئے اور ایسے اصول وضع کئے جن سے آئندہ غلامی کا انسداد ہو جائے۔ حضرت عمرؓ عدل و مساوات کے حامی تھے۔ آپ کے نظام حکومت کی بنیاد ہی اس پر تھی۔ چنانچہ اس سفر میں کچھ دیر آپ اُونٹ پر سوار ہوتے، اور غلام مہار پکڑتا اور پھر اتنی ہی دیر غلام سوار ہوتا اور آپ مہار پکڑتے۔ اس طرح آقا اور غلام باری باری اونٹ پر سوار ہو کر راستہ طے کرتے رہے۔ جب بیت المقدس پہنچے تو سواری کے لئے غلام کی باری تھی۔ اس نے آپ سے سوار ہونے کی درخواست کی مگر آپ نے منظور نہ کی۔ اور اس شان سے شہر میں داخل ہوئے کہ غلام اُونٹ پر سوار تھا اور اس کا آقا جس کا نام سُن کر قیصر و کسریٰ لرزہ بر اندام ہوتے تھے۔ مہار تھامے ہوئے تھا۔ یہ تھی محمود اور ایاز اور بندہ اور بندہ نواز کے امتیاز کو نظر انداز کرنے کی مایۂ ناز تعلیم۔

ایک دفعہ ابوسفیان اور ابن ہشام اور بلالؓ اور خبیبؓ آپ سے ملنے آئے۔ ابوسفیان اور ابن ہشام قریش کے سرداروں میں تھے۔ لیکن بہت بعد میں ایمان لائے تھے اور حضرت بلالؓ اور حضرت خبیبؓ گو دُنیوی لحاظ سے ادنیٰ طبقہ کے تھے لیکن السابقون الاوّلون میں تھے۔ اور اس وقت ایمان لائے تھے جب اسلام کمزور تھا۔ اور اس کے لئے اُن کو بڑی قربانیاں کرنی پڑی تھیں۔ اور اسلامی تعلیم کے بموجب اشرف و افضل تھے۔ اس لئے حضرت عمرؓ نے پہلے ان دونوں کو بُلایا۔ اور بعد میں رئیسوں کو۔ یہ تھا "ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم" پر عمل۔

شام کا ایک عیسائی رئیس جبلہ مسلمان ہو گیا اور حج کے لئے آیا۔ طواف کرتے ہوئے اس کی چادر پر ایک غریب مسلمان کا پاؤں پڑ گیا تو اس نے اسے طمانچہ مار دیا۔ اس مسلمان نے بھی جواب میں طمانچہ مارا۔ جبلہ نے حضرت عمرؓ سے شکایت کی کہ ایک غریب مسلمان نے میرے مرتبہ کا لحاظ نہیں کیا۔ اور میری توہین کی۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ تم نے اپنے کئے کی سزا پائی۔ اس نے تعجب سے کہا کہ ہماری یہ حیثیت ہے کہ جو ہماری شان میں گستاخی کرتا ہے اسے سزائے موت دی جاتی ہے۔ حضرت عمرؓ نے جواب دیا کہ یہ جاہلیت کا دستور تھا اسلام نے سب انسانوں کو برابر کر دیا ہے۔ وہ بولا ایسے دین سے بیزار ہوں۔ اور مرتد ہو کر بھاگ گیا۔ لیکن آپ نے اس کو راضی کرنے کے لئے قانون کا خون نہ کیا۔

عدل

حاکم کا سب سے بڑا جوہر انصاف ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے نزدیک حاکم عادل سب سے محبوب اور حاکم ظالم سب سے مغضوب ہے۔ جو شخص مسلمانوں کا سردار ہو اور اس کا خاتمہ خیانت اور ظلم پر ہو وہ جنّت سے محروم رہے گا۔

خلفائے راشدین نے اس تعلیم کو عملی جامہ پہنا دیا۔ اور "الذین ان مکنھم فی الارض اقاموا الصلوٰۃ و آتوا الزکوٰۃ" کے بموجب حکومت حاصل کر کے خالق اور مخلوق کے حقوق ادا کر دیئے۔

انصاف کے معاملہ میں حضرت عمرؓ کسی کے جاہ و منصب کا مطلق لحاظ نہیں کرتے تھے۔ ایک شخص نے شکایت کی کہ میرے حاکم نے مجھے بے قصور مارا ہے۔ تحقیق کی گئی تو حاکم کا ظلم ثابت ہُوا۔ آپ نے اسے علانیہ سزا دی تاکہ آئندہ کسی کو زیادتی کی جُرأت نہ ہو۔ حج کے موسم میں اعلان کرتے تھے کہ جس کسی کو اپنے عامل سے کوئی شکایت ہو بے خوف ہو کر بیان کرے تاکہ اس کا ازالہ کیا جائے۔ آپ دُعا کیا کرتے تھے۔ کہ یا اللہ اگر میں انصاف نہ کروں تو مجھے فوراً ہلاک کر دے۔ تاکہ مزید بے انصافی کی مہلت نہ ملے۔"

آپ کا انصاف مسلمانوں سے مخصوص نہیں تھا۔ بلکہ مسلم اور غیر مسلم کے لئے یکساں تھا۔ خلفاء راشدین اور بعد کے بھی اکثر سلاطین نے غیر مسلمین کو وہ حقوق دیئے جو اُن کو اپنی قومی سلطنتوں میں بھی نہ ملے تھے۔ اسی وجہ سے اُنہوں نے مسلمان فاتحین کا خیر مقدم کیا۔ ان کو اپنے لئے رحمت سمجھا اور ان کی حکومت کو اپنی قوم کی حکومت پر ترجیح دی۔ حضرت عمرؓ نے بیت المقدس میں اعلان کرا دیا کہ عیسائیوں کی جان۔ مال اور مذہب کی حفاظت کی جائے گی۔ ان کے گرجوں کو نہ گرایا جائے گا نہ چھینا جائے گا۔ اور مذہب کے بارہ میں کوئی جبر نہیں کیا جائیگا یہ حقوق تمام ذمیوں یعنی غیر مسلم رعایا کو دیئے گئے اور مسلمان عاملوں کے نام ہدایتیں جاری کی گئیں۔ کہ ذمیوں سے جو معاہدہ کیا گیا ہے اسے پُورا کریں اور ان کی حق تلفی نہ کریں۔

روم اور ایران کی ظالم حکومتوں میں ان کی ہم مذہب عیسائی اور پارسی رعایا بھی انسانی حقوق سے محروم تھی۔ اور غلاموں سے بدتر زندگی بسر کرتی تھی۔ جب مسلمانوں نے ان ملکوں کو فتح کر کے ان قوموں کو انسانی حقوق عطا کئے تو ان کی آنکھیں کھلیں۔ اور ان کو اسلامی حکومت کی برتری کا احساس ہُوا اور اُنہوں نے تمنّا کی کہ مسلمان ہی ہمیشہ ان کے حاکم رہیں۔

آپ نے ایک بوڑھے ذمی کو بھیک مانگتے دیکھا تو وجہ دریافت کی۔ اس نے جواب دیا کہ میں نادار ہوں اور کسب کے قابل نہیں ہوں۔ آپ نے اس کے لئے بیت المال سے وظیفہ مقرر کر دیا۔ اور یہ قانون وضع کیا کہ ذمی مسکینوں کو بھی مالی امداد دی جائے۔

ایک مسلمان نے حیرہ کے ایک عیسائی کو مار ڈالا۔ آپ نے قاتل کو مقتول کے وارث کے حوالہ کیا۔ جس نے قصاص میں اس کو قتل کر دیا۔

عربسوس کے غدار اور باغی عیسائیوں

فاروقِ اعظمؓ

(از جناب مولانا احمد صاحب ایم اے فاضل دیوبند لکھنو انڈیا)

(گزشتہ سے پیوستہ)

مساوات

فتح بیت المقدس کے موقع پر جب آپ ذمیوں سے معاہدہ کرنے کے لئے ایک غلام کے ہمراہ روانہ ہوئے تو آپ کے پاس صرف ایک اُونٹ تھا۔ اس لئے دونوں بیک وقت سوار ہوکر سفر نہیں کر سکتے تھے۔ اسلام نے دُنیا کو جو سب سے بڑی نعمت عطا کی وہ نوع انسان کی وحدت و مساوات تھی۔ اسلام سے پہلے غلام کو گھاس پھونس کے برابر بھی نہیں سمجھا جاتا تھا۔ اسلام نے اس کو مساوی انسانی حقوق دیئے اور ایسے اصول وضع کئے جن سے آئندہ غلامی کا انسداد ہو جائے۔ حضرت عمرؓ عدل و مساوات کے حامی تھے۔ آپ کے نظام حکومت کی بنیاد ہی اس پر تھی۔ چنانچہ اس سفر میں کچھ دیر آپ اُونٹ پر سوار ہوتے، اور غلام مہار پکڑتا اور پھر اتنی ہی دیر غلام سوار ہوتا اور آپ مہار پکڑتے۔ اس طرح آقا اور غلام باری باری اونٹ پر سوار ہوکر راستہ طے کرتے رہے۔ جب بیت المقدس پہنچے تو سواری کے لئے غلام کی باری تھی۔ اس نے آپ سے سوار ہونے کی درخواست کی مگر آپ نے منظور نہ کی۔ اور اس شان سے شہر میں داخل ہوئے کہ غلام اُونٹ پر سوار تھا اور اس کا آقا جس کا نام سُن کر قیصر و کسریٰ لرزہ بر اندام ہوتے تھے۔ مہار تھامے ہُوئے تھا۔ یہ تھی محمود اور ایاز اور بندہ اور بندہ نواز کے امتیاز کو نظر انداز کرنے کی مایۂ ناز تعلیم۔

ایک دفعہ ابو سفیان اور ابن ہشام اور بلالؓ اور خبیبؓ آپ سے ملنے آئے۔ ابو سفیان اور ابن ہشام قریش کے سرداروں میں تھے۔ لیکن بہت بعد میں ایمان لائے تھے اور حضرت بلالؓ اور حضرت خبیبؓ گو دُنیوی لحاظ سے ادنیٰ طبقہ کے تھے لیکن السابقون الاوّلون میں تھے۔ اور اس وقت ایمان لائے تھے جب اسلام کمزور تھا۔ اور اس کے لئے ان کو بڑی قربانیاں کرنی پڑی تھیں۔ اور اسلامی تعلیم کے بموجب اشرف و افضل تھے۔ اس لئے حضرت عمرؓ نے پہلے ان دونوں کو بُلایا۔ اور بعد میں رئیسوں کو۔ یہ تھا "ان اکرمکم عند اللّٰہ اتقاکم" پر عمل۔

شام کا ایک عیسائی رئیس جبلہ مسلمان ہوگیا اور حج کے لئے آیا۔ طواف کرتے ہوئے اس کی چادر پر ایک غریب مسلمان کا پاؤں پڑ گیا تو اس نے اسے طمانچہ مار دیا۔ اس مسلمان نے بھی جواب میں طمانچہ مارا۔ جبلہ نے حضرت عمرؓ سے شکایت کی کہ ایک غریب مسلمان نے میرے مرتبہ کا لحاظ نہیں کیا۔ اور میری توہین کی۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ تم نے اپنے کئے کی سزا پائی۔ اس نے تعجب سے کہا کہ ہماری یہ حیثیت ہے کہ جو ہماری شان میں گستاخی کرتا ہے اسے سزائے موت دی جاتی ہے۔ حضرت عمرؓ نے جواب دیا کہ یہ جاہلیت کا دستور تھا اسلام نے سب انسانوں کو برابر کر دیا ہے وہ بولا ایسے دین سے بیزار ہوں۔ اور مرتد ہوکر بھاگ گیا۔ لیکن آپ نے اس کو راضی کرنے کے لئے قانون کا خون نہ کیا۔

عدل

حاکم کا سب سے بڑا جوہر انصاف ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ اللہ کے نزدیک حاکم عادل سب سے محبوب اور حاکم ظالم سب سے مغضوب ہے۔ جو شخص مسلمانوں کا سردار ہو اور اس کا خاتمہ خیانت اور ظلم پر ہو وہ جنّت سے محروم رہے گا۔

خلفائے راشدین نے اس تعلیم کو عملی جامہ پہنا دیا۔ اور "الذین ان مکنھم فی الارض اقاموا الصلوٰۃ و آتوا الزکوٰۃ" کے بموجب حکومت حاصل کرکے خالق اور مخلوق کے حقوق ادا کر دیئے۔

انصاف کے معاملہ میں حضرت عمر کسی کے جاہ و منصب کا مطلق لحاظ نہیں کرتے تھے۔ ایک شخص نے شکایت کی کہ میرے حاکم نے مجھے بے قصور مارا ہے۔ تحقیق کی گئی تو حاکم کا ظلم ثابت ہُوا۔ آپ نے اسے علانیہ سزا دی تاکہ آئندہ کسی کو زیادتی کی جرأت نہ ہو۔ حج کے موسم میں اعلان کرتے تھے کہ جس کسی کو اپنے عامل سے کوئی شکایت ہو بے خوف ہوکر بیان کرے تاکہ اس کا ازالہ کیا جائے۔ آپ دُعا کیا کرتے تھے۔ کہ یا اللہ اگر میں انصاف نہ کروں تو مجھے فوراً ہلاک کر دے۔ تاکہ مزید بے انصافی کی مہلت نہ ملے۔"

آپ کا انصاف مسلمانوں سے مخصوص نہیں تھا۔ بلکہ مسلم اور غیر مسلم کے لئے یکساں تھا۔ خلفاء راشدین اور بعد کے بھی اکثر سلاطین نے غیر مسلمین کو وہ حقوق دیئے جو اُن کو اپنی قومی سلطنتوں میں بھی نہ ملے تھے۔ اسی وجہ سے اُنہوں نے مسلمان فاتحین کا خیر مقدم کیا۔ ان کو اپنے لئے رحمت سمجھا اور ان کی حکومت کو اپنی قوم کی حکومت پر ترجیح دی۔ حضرت عمرؓ نے بیت المقدس میں اعلان کرا دیا کہ عیسائیوں کی جان۔ مال اور مذہب کی حفاظت کی جائے گی۔ ان کے گرجوں کو نہ گرایا جائے گا نہ چھینا جائے گا۔ اور مذہب کے بارہ میں کوئی جبر نہیں کیا جائیگا یہ حقوق تمام ذمیوں یعنی غیر مسلم رعایا کو دیئے گئے اور مسلمان عاملوں کے نام ہدایتیں جاری کی گئیں۔ کہ ذمیوں سے جو معاہدہ کیا گیا ہے اسے پُورا کریں اور ان کی حق تلفی نہ کریں۔

روم اور ایران کی ظالم حکومتوں میں ان کی ہم مذہب عیسائی اور پارسی رعایا بھی انسانی حقوق سے محروم تھی۔ اور غلاموں سے بدتر زندگی بسر کرتی تھی۔ جب مسلمانوں نے ان ملکوں کو فتح کرکے ان قوموں کو انسانی حقوق عطا کئے تو ان کی آنکھیں کھلیں۔ اور ان کو اسلامی حکومت کی برتری کا احساس ہُوا اور اُنہوں نے تمنّا کی کہ مسلمان ہی ہمیشہ ان کے حاکم رہیں۔

آپ نے ایک بوڑھے ذمی کو بھیک مانگتے دیکھا تو وجہ دریافت کی۔ اس نے جواب دیا کہ میں نادار ہوں اور کسب کے قابل نہیں ہوں۔ آپ نے اس کے لئے بیت المال سے وظیفہ مقرر کر دیا۔ اور یہ قانون وضع کیا کہ ذمی مسکینوں کو بھی مالی امداد دی جائے۔

ایک مسلمان نے حیرہ کے ایک عیسائی کو مار ڈالا۔ آپ نے قاتل کو مقتول کے وارث کے حوالہ کیا۔ جس نے قصاص میں اس کو قتل کر دیا۔

عربسوس کے غدار اور باغی عیسائیوں

کو جلاوطن کیا گیا تو ان کی جائیدادوں کی دوگنی قیمت دی گئی - یہ آپ کی فیاضی تھی - اگر روم یا ایران کے حکمران ہوتے تو ان کی املاک ضبط کر لیتے - اور کوئی معاوضہ نہ دیتے -

ایک قبطی نے فریاد کی کہ حاکم مصر عمرو بن العاص کے بیٹے عبداللہ نے مجھے ناحق مارا ہے - حضرت عمرؓ نے معاملہ کی تحقیق کر کے اس قبطی سے عبداللہ کے کوڑے لگوائے -

آپ کے پاس ایک یہودی اور ایک یہودی اور ایک مسلمان کا مقدمہ آیا - آپ نے تفتیش کر کے یہودی کے حق میں فیصلہ کیا -

وفات کے وقت بھی آپ نے وصیت کی کہ ذمیوں کے حقوق کا خاص خیال رکھا جائے -

آپ کے خوان کرم سے حیوان بھی محروم نہیں تھے - ایک اونٹ والے کو اس لئے سزا دی کہ اس نے اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ لاد رکھا تھا -

ایک دفعہ آپ نے اپنے لئے مچھلی منگائی - جس اونٹ پر وہ لائی گئی اسے تھکا ہوا اور پسینہ میں تر دیکھ کر فرمایا - "میری وجہ سے اس بے زبان کو اتنی تکلیف پہنچی لہٰذا میں یہ مچھلی نہ کھاؤں گا" -

دوسروں کے معاملہ میں انصاف کرنا آسان ہوتا ہے - اس کی آزمائش اس وقت ہوتی ہے - جب فیصلہ اپنے خلاف ہو - حضرت عمرؓ انصاف کے اس معیار پر بھی پورے اُترے - آپ نے ایک گھوڑا اس شرط پر واپس کر دیا جائے گا - لیکن جانچ اور سواری کرنے میں اس گھوڑے کو کچھ چوٹ لگی - حضرت عمرؓ نے اسے ناپسند کیا - اور واپس کرنا چاہا - مگر اس کے مالک نے یہ کہہ کر اسے واپس لینے سے انکار کر دیا کہ چوٹ سے اس میں نقص آ گیا ہے - قاضی کی عدالت میں مقدمہ پیش ہوا تو اس نے فیصلہ کیا کہ سواری مالک کی اجازت کے بغیر کی گئی اس لئے وہ واپس لینے پر مجبور نہیں ہے - حضرت عمرؓ نے اس فیصلہ پر خوشی کا اظہار کیا -

ایک شخص نے آپ کے خلاف قاضی کی عدالت میں نالش کی - قاضی نے آپ کو طلب کیا - آپ بلا تامل عدالت میں حاضر ہوئے - قاضی آپ کی تعظیم کے لئے کھڑا ہو گیا - آپ نے اس فعل کو ناپسند کیا اور فرمایا کہ میں یہاں امیرالمومنین نہیں - بلکہ مدعا علیہ ہوں - مدعی اور مدعا علیہ کی حیثیت برابر ہے - یہ کہہ کر آپ مدعی کے پاس کھڑے ہو گئے -

آپ قاضیوں اور عاملوں کے تقرر میں بہت محتاط تھے - عادل - متقی - بلند اخلاق - خدا ترس اور کتاب و سنّت سے واقف کو یہ عہدے دیتے تھے - ان کے لئے یہ قانون تھا کہ اپنے مکان کے آگے ڈیوڑھی نہ بنائیں اور دربان نہ رکھیں تاکہ فریاد کرنے والوں کے لئے کوئی روک نہ ہو - حضرت سعد بن ابی وقاص امیر کوفہ نے اپنے محل کے آگے ڈیوڑھی بنائی - حضرت عمرؓ نے محمد بن مسلمہ انصاری کو بھیجا - جنہوں نے ڈیوڑھی کو آگ لگا دی اور لوگوں کو مسجد میں جمع کر کے حضرت سعد حال دریافت کیا - بعض نے ان کی تعریف کی اور بعض نے مذمت - اس لئے حضرت عمرؓ نے ان کو معزول کر کے ان کی جگہ حضرت عمار بن یاسر کو مقرر کیا -

ہدایات

آپ فرمایا کرتے تھے کہ اگر عدالت میں قاضی کے نزدیک خلیفہ وقت اور ایک عام آدمی برابر نہ ہوں تو وہ منصب قضا کا اہل نہیں ہے - حضرت ابوموسیٰ اشعری کو قاضی بناتے وقت نصیحت کی کہ یہ بڑی ذمہ داری کا عہدہ ہے - صرف حق بات کہنے سے کچھ فائدہ نہیں جب تک اس پر عمل نہ ہو - تمام معاملات میں عدل اور مساوات ملحوظ رکھو - تاکہ کوئی زبردست تم سے ظلم کرانے کی طمع نہ کرے - اور کمزور انصاف سے مایوس نہ ہو - بارِ ثبوت مدعی پر ہے اور قسم منکر کے ذمہ - مسلمانوں کے درمیان صلح مناسب ہے - بشرطیکہ کسی کا حق نہ مارا جائے - اگر تم کو اپنے کسی فیصلہ کی غلطی معلوم ہو جائے تو اسے رد کرنے میں تامل نہ کرو - کیونکہ باطل پر قائم رہنے سے حق کی طرف رجوع بہتر ہے - خوب سوچ کر فیصلہ کرو - اور اس میں اول کتاب اللہ سے پھر سُنّت رسول اللہ سے اور پھر امثال و نظائر سے مدد لو - جہاں تک ہو سکے شک سے بچو اور یقین حاصل کرو - ایسے لوگوں کے سوا جن پر حد جاری کی جا چکی ہو یا جن کے متعلق جھوٹی شہادت کا تجربہ ہو چکا ہو یا قرابت دار ہوں سب مسلمان ایک دوسرے کے گواہ ہو سکتے ہیں -

امیر شام حضرت معاویہ کو لکھا کہ عوام سے قریب رہو - اور کمزور کو موقعہ دو کہ وہ بیباکی سے زبان کھول کر اپنا حال بیان کر سکے - اجنبی کو ملاقات کی اجازت دو - کیونکہ اگر ملاقات میں رکاوٹ پیدا ہو گی تو اس کی ہمت ٹوٹ جائے گی - اور وہ اپنا حق چھوڑ دے گا - اور اس صورت میں تم اس کی حق تلفی کے ذمہ دار ہو گے - جب تک قطعی ثبوت نہ ملے لوگوں کے درمیان صلح کراتے رہو - جب فریقین عادل گواہوں اور پکّی قسموں کے ساتھ حاضر ہوں تو حکم نافذ کر دو - تمام لوگوں کو خواہ دور ہوں یا نزدیک ادنیٰ ہوں یا اعلیٰ برابر سمجھو - طمع اور رشوت سے بچو اور غصّہ کی حالت میں کوئی فیصلہ نہ کرو - ہر لمحہ حق پر ثابت قدم رہو -

امیر بصرہ عتبہ کو ہدایت کی کہ ظلم اور نقض عہد سے بچو ورنہ اللہ تعالےٰ تم سے حکومت چھین لے گا - کیونکہ اس نے تم کو اسی شرط پر حاکم بنایا ہے کہ اس کے بندوں پر ظلم نہ کرو - اگر تم اس سے کیا ہوا عہد پورا کرو گے تو اس کی نصرت و حمایت کے مستحق ہو گے -

حضرت سعد کو ایران کی مہم پر روانہ کرتے وقت فرمایا کہ اللہ پر توکل کرو اور اسی سے مدد مانگو - تم ایسے لوگوں کے مقابلہ پر جا رہے ہو - جو بڑے جنگجو اور کثیر لشکر اور سامانِ حرب کے مالک ہیں ان کے ملک تک پہنچنے میں دریاؤں اور صحراؤں کی وجہ سے مشکلات پیش آئیں گی - ان کے مکر و فریب میں نہ آنا - اگر تم نے امانت - دیانت - صبر اور استقلال سے کام لیا تو تم ہی کامیاب ہو گے -

تقوےٰ اور دیانت

آپ کی زوجۂ محترمہ نے ملکۂ روم کے پاس عطر کی چند شیشیاں بطور تحفہ بھیجیں - اس نے یہ شیشیاں جواہر سے بھر کر واپس کر دیں - آپ نے فرمایا کہ یہ جواہر بیت المال میں داخل کر دو - کیونکہ عطر تمہارا تھا - لیکن جو قاصد اسے لے کر گیا تھا حکومت کا ملازم تھا -

ایک دفعہ آپ نے دودھ پیا - بعد میں معلوم ہوا کہ کسی جنگل میں صدقہ کی اونٹنیاں چر رہی تھیں - ان کا دودھ ہے - آپ نے قے کر کے وہ سب دودھ نکال دیا -

آپ کو قرض کی ضرورت ہوئی - بعض لوگوں نے رائے دی کہ بیت المال سے لے لیجئے - اور جب استطاعت ہو واپس کر دیجئے - آپ نے فرمایا کہ میں اسے پسند نہیں کرتا - کیونکہ ممکن ہے کہ ادا کرنے سے پہلے موت آ جائے - اور لوگ تجویز کریں کہ یہ قرض معاف کر دینا چاہئے -

آپ کی انتہائی احتیاط اور دیانت کا اندازہ

(باقی صفحہ ۱۴ پر)

محسنۂ کائنات

(از جناب ماسٹر رول دین صاحب آخگر بی اے بی ٹی خانقاہ ڈوگراں)

قسط نمبر ۱۵

"سین"

"نمازِ عشاء سے پہلے تمام گلی کوچوں میں منادی ہو چکی ہے۔ لوگ جامع مسجد میں جوق در جوق اکٹھے ہو رہے ہیں۔ مولوی عبدالعزیز صاحب سے اکثر لوگ واقف ہیں۔ مولوی صاحب سیرت کے نہایت پاکیزہ۔ اعمال و اخلاق کے بڑے صالح اور اپنے بزرگوں کے بڑے ہی فرمانبردار مشہور ہیں ان کے والدین زندہ ہیں۔ یہ اُن کی اسقدر خدمت کرتے ہیں کہ لوگ اکثر ان کا نام لے کر خدمتِ والدین کی مثالیں بیان کرتے ہیں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ صاحب موصوف بڑے ہی خوش نصیب ہیں۔ علوم دینیہ متداولہ کے پورے فاضل اور اُدھر پنجاب یونیورسٹی، کے گریجوایٹ"

نمازی آپس میں۔ سُناؤ ہے۔ آج مولوی عبدالعزیز صاحب حقوق العباد پر وعظ فرمائیں گے۔

ایک نمازی۔ مولوی صاحب مسائل کو بڑی وضاحت سے بیان کرتے ہیں۔

دوسرا نمازی۔ مَیں نے بھی سُنا ہے۔ مُنہ سے پھول جھڑتے ہیں۔

ایک سکول ماسٹر۔ بہترین لیکچرار ہیں۔ اور پھر عربی۔ فارسی اور انگریزی تمام زبانوں میں ماہر ہیں۔

پہلا نمازی۔ ٹھیک ہے۔ جس کا عمل اپنے قول کے مطابق ہو۔ اُس کی زبان میں تاثیر کا جادو ضرور ہوتا ہے۔

(نمازِ عشاء آج معمول سے قدرے پہلے ہی پڑھی گئی ہے۔ نمازیوں سے مسجد بھر گئی ہے۔ لیکن ابھی تک لوگ آ رہے ہیں۔ مستورات بھی مسجد کے باہر نظر آتی ہیں)

مولوی عبدالعزیز صاحب۔ الحمد للہ رب العلمین والعاقبۃ للمتقین۔ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

میرے بزرگو! دوستو اور محترم ماؤں اور بہنو! ہم دُنیا میں عبادت پروردگار کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ ارشادِ خداوندی ہے۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ۔ (مَیں نے جنوں اور انسانوں کو فقط اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے) گویا ہماری زندگی کا منشاء رب العزۃ کی نگاہ میں یہ ہے کہ ہم اپنی تمام قوتوں سے خالقِ ارض و سما کی عبادت میں مشغول رہیں اور اپنی ہر قوت اور ہر اختیار کو اُس کے اختیار میں دے دیں۔ اور پھر اُسی کے ارشاداتِ عالیہ کے مطابق حقوق العباد کو بھی سرانجام دیتے رہیں چونکہ انبیاء کرام کا اُسوۂ حسنہ منشائے الٰہی کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ لہٰذا ہم انبیاء کرام کی پوری پوری متابعت کو اللہ تعالےٰ کی خوشنودی کا ذریعہ سمجھیں۔ کیونکہ یہی وہ مبارک اور برگزیدہ ہستیاں گذری ہیں جن کا قول و فعل مرضیاتِ الٰہی کے تابع رہا ہے۔ خداوند عالم نے سورہ والنجم میں ہمارے آقا و مولا سید الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق ارشاد فرمایا ہے۔ وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی (اے سننے والو۔ عمل تو ایک طرف رہا۔ محمد مصطفےٰ تو اپنی خواہش سے دین کے بارے میں لب تک بھی نہیں ہلاتے۔ بلکہ اُن کی جنبشِ لب میرے وحی و پیغام کی ترجمانی کرتی ہے) اس قدسی الاصل معیار اور اس بلند مرتبت عصمت کے پیشِ نظر پیغمبرِ خدا کا ہر قول و فعل اللہ تعالےٰ کی پسندیدگی کا مظہر ہوتا ہے۔

میرے بزرگو اور عزیز بھائیو! مَیں آج حضور اکرمؐ کے چند ارشادات گرامی پیش کرنیوالا ہوں۔ جن میں حقوقِ والدین کی طرف واضح اشارات ہونگے۔ آپ پر انشاء اللہ تعالےٰ یہ حقیقت مخفی نہیں رہے گی۔ کہ باقی احکام کی طرح ماں باپ کے حقوق کا مسئلہ بھی دینِ اسلام میں عین فطرت کے اصولوں کے مطابق پیش کیا گیا ہے۔ اور خداوندِ دو جہان نے اپنی عبادت کے ساتھ ساتھ بوڑھے والدین کی دلجوئی کو کس قدر اہمیّت عطا فرمائی ہے۔ سُنئے یہ رب العزۃ کا پیغام ہے۔ جو قیامت تک ہر اُس مسلمان نوجوان کو خصوصیت سے اور عام مسلمانوں کو عمومیت سے پیش کیا جا رہا ہے۔ اگرچہ اس آیت کی تمہید توحید باری تعالےٰ سے ہوتی ہے۔ وَقَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعْبُدُوْا اِیَّاہُ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا ط اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَکَ الْکِبَرَ اَحَدُهُمَا اَوْ کِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَا اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا کَرِیْمًا۔ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا کَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًا ؕ

مفہوم اور خلاصہ ان آیات مبارکہ کا یہ ہے۔ کہ اے پیغمبرِ اسلام تیرے پروردگار کا فیصلہ ہے۔ کہ کائنات کی ہر چیز سوائے اللہ تعالےٰ کے کسی کی عبادت نہ کرے۔ لہٰذا اے انسانو اور جنو! تم بھی اُس کے بغیر کسی کے ساتھ رشتۂ عبودیت نہ جوڑو۔ اور پھر اسی سانس میں ارشاد ہو رہا ہے۔ کہ والدین کے ساتھ مکمل بھلائی اور حُسنِ معاملت کو ملحوظ رکھا جائے۔ اس سے اگلے حصّے میں مسلمان نوجوانوں کے پُرشباب لمحات اور بوڑھے والدین کی بیچارگی کے پیش نظر نہایت حاکمانہ انداز میں وحیِ الٰہی کا نزول ہو رہا ہے۔ کہ اے دُنیا والو اگر تمہارے ماں باپ میں سے ایک یا دونوں سنِ کہولت و انحطاط کو پہنچ جائیں۔ تو یاد رکھو اُس وقت اگر تمہارے اور والدین کے درمیان کوئی امر متنازعہ فیہ پیدا ہو جائے تو تمہاری زبان سے کوئی ایسا لفظ نہ نکلے۔ جس سے اظہارِ ناراضگی ہو سکتا ہے۔ اور پھر سُن لو۔ کہ والدین جیسے محسنوں کو جھڑکنے کی ہرگز ہرگز نوبت نہ آئے۔ بلکہ ایسے موقعہ پر نہایت ادب سے اور خادمانہ تکریم و تعظیم سے گفتگو کرو۔ اور اس سے آگے اور تعظیم و دلجوئی کے آداب تعلیم کئے گئے۔ کہ اگر والدین کو خوش کرنے اور ان کے ساتھ معاملہ طے کرنے میں تم کو انتہائی ذلت آمیز عاجزی کی بھی ضرورت پڑے۔ تو یہ تمہاری بلندبختی کا ایک نشان ہے۔ اس کو بھی نہایت نیازمندی سے کر گذرو۔ اور پھر یہ بھی خیال رہے۔ کہ اُس موقعہ پر تمہاری آنکھیں جھکی ہوئی ہوں۔ دل میں غلامانہ جذبات موجزن ہوں۔ اور زبان پر اللہ تعالےٰ کو حاضر ناظر جان کر بڑے خشوع و خضوع سے یہ قدسی الفاظ جاری ہوں۔ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا کَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًا ؕ (اے پروردگار اُن دونوں پر اپنی رحمت کو ایسا ہی ارزاں کر دے جس طرح میری صغیرسنی میں انہوں نے اپنی والہانہ شفقت کا ثبوت دیا تھا)

میرے مسلمان نوجوان بھائیو۔ یہ محبت بھرا معاشرہ ہے۔ اور یہ رحمتوں اور شفقتوں کا مبارک نظام ہے۔ جس کی نشر و اشاعت

کے لئے پروردگارِ عالم نے آقائے مدنی کو خاتم الانبیا بنا کر بھیجا۔ ہماری صبح و شام کی زندگی جن ناخوشگوار حالات سے دوچار ہے۔ اُس کے اسباب تلاش کرنے کے لئے چنداں دُوررس نگاہوں کی ضرورت نہیں ہے۔ بلکہ ہر ذی شعور جانتا ہے۔ کہ والدین کے احسانات اولاد کی گردن پر اس قدر زیادہ ہوتے ہیں کہ کوئی انسان بھی اپنی زندگی میں اُن کے بدلے میں خدمات پیش کرکے اپنے فرائض سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتا۔ چہ جائیکہ ہم اپنے بُوڑھے والدین کو بات بات پر جھڑکیں۔ اور گھر کا سارا نظام بیوی کے ہاتھوں میں دے کر خود بھی فطرت کے اس اصول کی خلاف ورزی کریں۔ الرّجالُ قوامون علی النساء (خداوند کریم نے مردوں کو عورتوں پر پیدائشی طور پر فضیلت عطا فرمائی ہے)

سُنئے! پیغمبرِ آخر الزمان جو تمام طبقاتِ انسانی اور تمام ادوارِ زماں کے ہادی بنا کر مبعوث کئے گئے ہیں۔ اپنی مسندِ نبوت پر جلوہ افروز ہو کر دُنیا کے نوجوانوں کو کیا ارشاد فرماتے ہیں۔ رِضَی الرَّبِّ فِی رِضَی الوالِدِ و سَخَطُ الرَّبِّ فی سَخَطِ الوالِد (مسلم) اگر تم لوگوں کو احکم الحاکمین کی رضا و خوشنودی کی تلاش ہو تو سُن لو۔ کہ اس نعمتِ عظمٰے کے حصول کے لئے تمہیں کوئی سات سمندر پار جانے کی ضرورت نہیں۔ اور نہ ہی زُہد و ریاضت کی شدت مقصود ہے۔ بلکہ تمہارے گھر میں ایک بُوڑھا سا انسان رہتا ہے۔ جسکی اب تمام قوتیں کمزور ہو چکی ہیں۔ وَمَنْ نعمرہ ننکسہُ فی الخلق افلا یعقلون۔ مگر اُس نے تمہاری پرورش میں اپنی ساری متاعِ حیات قربان کرنے سے بھی دریغ نہیں کیا۔ جاؤ۔ اُس کو راضی کر لو۔ آسمان اور زمینوں کا مالک تمہارے اس فعل سے راضی ہو جائے گا۔ اور اس تصویر کے دوسرے رُخ پر بھی نظریں ڈالو۔ وہ یہ ہیں۔ کہ اگر تم نے بدنصیبی سے اس بوڑھے کو فاتر العقل سمجھ کر۔ اور اپنی عقل و خرد پر ناز کرتے ہوئے کوئی ایسی حرکت کی۔ جس سے اس ضعیف و ناتواں خادم کی دلآزاری ہوئی۔ تو سُن لو۔ کہ تم نے فقط اس مسکین کو ناراض نہیں کیا۔ بلکہ غضبِ قہار کو عمداً چھیڑنے کا جرم کیا ہے۔ جس کی سزا سوائے جہنّم کے اور کچھ نہیں ہو سکتی۔ لہٰذا اگر تم کو جنّت کی طلب ہے۔ تو اپنے بُوڑھے باپ کو ہر حال میں خوش رکھنے کی کوشش کرتے رہو۔

(حاضرین پر ایک سکتہ کا عالم طاری ہے۔ بشیر نے مذکورہ بالا حدیث کا مفہوم سُن کر نہایت تاسف سے آہ کھینچی۔ اور آنسو گرائے۔ مگر اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چُگ گئیں کھیت۔ سوچتا ہے کہ باپ مر چکا ہے۔ مگر وہ اُس کو زندگی میں چنداں راضی نہ کر سکا۔ پھر رونے لگ جاتا ہے۔ اتنے میں مولوی صاحب بیان فرماتے ہیں۔)

حضرات غور کیجئے۔ کہ ایک شخص دربارِ رسالت مآب میں حاضر ہُوا۔ اور وہ اپنی داستان یوں بیان کرتا ہے۔ کہ میں نے آقائے مدنی سے عرض کیا یا رسول اللہ حسن ابرُّ (یا رسول اللہ میں سب سے زیادہ نیکی کس سے کروں) قَالَ اُمُّکَ (فرمایا اپنی ماں سے) قُلتُ ثُمَّ مَنْ (میں نے دوبارہ عرض کیا۔ کہ اس کے بعد کس سے نیکی کروں) قَالَ اُمُّکَ (فرمایا۔ تم نے دوبارہ پوچھا ہے۔ تو سُن لو۔ کہ تمہاری نیکی کی سب سے زیادہ مستحق تمہاری ماں ہے) قُلتُ ثُمَّ مَنْ (میں نے آخر تیسری دفعہ عرض کیا۔ یا رسول اللہ اس کے بعد میں کس سے حُسنِ سلوک کروں) قَالَ اُمُّکَ (فرمایا۔ غور سے سُن۔ کہ تیرے حُسنِ مروّت اور غلامانہ خدمت کا حق سب سے زیادہ تیری ماں کو پہنچتا ہے) اب اصحابی کا بیان ہے کہ میں نے چوتھی دفعہ پھر سوال کیا۔ قُلتُ ثُمَّ من (یا رسول اللہ آپ کا ارشاد گرامی بار بار سُنا۔ اب میرے آقا مجھے تعلیم فرمائیے۔ کہ اس کے بعد دوسرے نمبر پر کون مستحق ہے) قَالَ اَبَاکَ ثُمَّ الاَقرَبُ فالاَقرَبُ۔ فرمایا ہاں اس کے بعد تمہارا باپ ہے۔ اور پھر قریبی رشتہ داروں سے اور بعد میں دوسرے رشتہ داروں سے حُسنِ سلوک کیا کرو) دوستو اور بزرگو حقیقت میں ہادیٔ برحق نے اپنے ارشادِ گرامی قدر میں والدہ ماجدہ کو جو مقام بخشا ہے۔ وہ قرآنِ پاک کی اس آیت کی تشریح بیان فرمائی ہے۔ وَوَصَّیْنَا الانسان بوالدیہ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَھْنًا عَلٰی وَھْنٍ وَّ فِصٰلُهٗ فِی عامین۔ اَنِ اشکُرلی وَلِوالِدَیکَ۔ اِلَیَّ المصیر۔

خلاصہ ان آیات کا یہ ہے کہ ہم نے انسان کو والدین کے حقوق کی بجا آوری کے متعلق سخت تاکید کر دی ہے۔ کیونکہ اس کی ماں اُس کو پیٹ میں اُٹھائے پھرتی رہی۔ اس دوران میں اُس پر بیشمار سختیاں آئیں۔ اور پھر اُس کے بعد وضع حمل (جو موت کے مترادف ہوتی ہے) کی گھاٹی سے اُس کو گزرنا پڑا۔ اور بعد ازاں بچے کی رضاعت کے دو سال میں جو کچھ والدہ پر گزرا وہ صرف والدہ ہی برداشت کر سکتی تھی۔ لہٰذا اے انسان سُن لے۔ کہ تیرا ہر جذبۂ عبادت۔ تیری جبینِ نیاز کا ہر جُھکاو۔ تیرے آنسو۔ تیری آہیں فقط میری بارگاہ کے لئے وقف ہوں۔ اور تیرا ہر جذبۂ خدمت۔ تیری غلامانہ مساعی اور تیرے خادمانہ میلانات اپنے ماں باپ کے لئے ہوں۔ اور اگر ان ہر دو حقوق میں کوئی عمداً کوتاہی ہُوئی۔ تو آخر میرے ہی دربار میں پکڑے ہُوئے آؤ گے

دوستو! خود ہی اندازہ فرما لو کہ خداوند عالم والدین کے مصائب اور خصوصیت سے والدہ کی تکلیفوں کا کس طرح اعتراف فرما رہے ہیں۔ لہٰذا ہمارا فرض ہے۔ کہ ہم بھی اپنی زندگی میں ان احکام کو ہمیشہ پیشِ نظر رکھیں۔ (قارئین کرام سے گزارش ہے کہ یہاں دُنیا میں ایک اور بھی پاکیزہ فطرت گروہ ہے۔ جن کے ساتھ غلامانہ عقیدت رکھنا فلاحِ دارین کا ذریعہ ہے۔ اور انہیں کے متعلق مولانا روم کا ارشاد ہے ع

پیشِ مردِ کاملے پامال شو)

خیر والدہ کی تکلیفوں اور پھر اس کے اعتراف کے بارے میں مجھے دو ہندی کے اشعار یاد آ گئے ہیں۔

آگ لگی اس برش نوں۔ جلن لگے سب پات
توں کیوں جل جائیں پنچھیا۔ جد کھمب تمہارے ساتھ
پھل کھایا اس برش دا۔ بیٹ لبیڑے پات
اُڑنا دھرم نہیں ہے۔ جلنا اس کے ساتھ

جنگل کو آگ لگ گئی تو کسی راہ چلتے مسافر نے ایک جانور (پرندے) کو کہا۔ کہ تم جس درخت پر بیٹھے ہو۔ وہ نذرِ آتش ہو چکا ہے۔ اور قریب ہے کہ تم اپنے آشیانہ سمیت جل کر خاک سیاہ ہو جاؤ۔ لہٰذا تم اُڑ کر اپنی جان بچا لو۔ اور درخت کو جلنے دو۔ مگر اُس باوفا چھوٹی سی جان نے وہ جواب دیا۔ کہ اگر آج ہم نوجوان اس پر ہی عمل پیرا ہونے کا عہد کریں تو بفضلِ ایزد متعال جنّت کے وارث بن سکتے ہیں۔ پرندے نے مسافر کے سوال کے جواب میں یوں منقار کھولی۔ کہ اے انسان سُن لے۔ میں اس درخت پر بڑی مدت سے بسیرا رکھتا ہوں۔ میں نے اس درخت کا پھل ساری زندگی کھایا ہے۔ اور پھر اس کی شاخوں اور پتّوں پر بیٹ کرتا

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

مُسلمان عورت کے فرائض

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

گزشتہ سے پیوستہ

بیٹی کا حق

میری بہنو۔ بیٹی کا حق فقط کھلانا۔ پلانا۔ پہنانا اور بیمار ہو جائے۔ تو دوائی کرنا اور جوان ہو جائے تو جہیز دے کر بیاہ دینا ہی نہیں ہے بلکہ تمہارا فرض ہے کہ بیٹی کو ضروریاتِ دین کی تعلیم دو۔ جب تک تمہاری زیر نگرانی رہیں۔ احکام دینی کی پابندی کراؤ مثلاً باقاعدہ نماز پڑھیں روزے رکھیں۔ قرآن شریف کی تلاوت کریں۔ بڑوں کا ادب سیکھیں ورنہ یاد رکھو۔ قیامت کے دن اولاد کی تربیت کے متعلق تم سے باز پرس ہوگی۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اُن کے گناہوں کے باعث کہیں تمہیں جہنم میں جانا پڑے۔

غلط فہمی کا ازالہ

میری بہنو! آج کل بڑے شہروں میں لڑکیوں کی تعلیم کی طرف خاص طور پر توجہ کی جا رہی ہے۔ لڑکیاں سکولوں، کالجوں میں تعلیم پا رہی ہیں۔ لیکن یاد رکھو۔ ان سکولوں اور کالجوں کی تعلیم میں دینی تعلیم نہیں دی جاتی۔ اس تعلیم جدید کے نصاب سے خوفِ خدا۔ محبتِ الٰہی۔ فکرِ عاقبت۔ نجاتِ آخرت کے ذرائع بتلانا۔ اُن پر عمل کروانا۔ یہ سب چیزیں حرفِ غلط کی طرح مٹا دی گئی ہیں۔ بلکہ آج کل کی تعلیم میں لڑکیوں کو گانا بجانا سکھایا جاتا ہے۔ ڈرامہ اور سینما عورتوں کی تعلیم کا جزو بنائے جا رہے ہیں۔ میری بہنو خود ہی اندازہ کر لو۔ کہ اس تعلیم کے کیا نتائج نکلیں گے۔ لہٰذا یہ نہ سمجھنا کہ یہ تعلیم دلا کر تم عند اللہ بری الذمہ ہو جاؤ گی۔

(۶) خاوند کا حق

عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْمَرْأَۃُ اِذَا صَلَّتْ خَمْسَہَا وَصَامَتْ شَہْرَہَا وَاَحْصَنَتْ فَرْجَہَا وَاَطَاعَتْ بَعْلَہَا فَلْتَدْخُلْ مِنْ اَیِّ اَبْوَابِ الْجَنَّۃِ شَاءَتْ

رواہ ابو نعیم فی الحلیۃ باب عشرۃ النساء صـ ۲۷۳

ترجمہ۔ انسؓ سے روایت ہے۔ اُنہوں نے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب عورت پانچ نمازیں پڑھا کرے۔ اور رمضان کے روزے رکھے۔ اور اپنی عفت کی حفاظت کرے (یعنی اپنے خاوند کے سوا غیر سے ناجائز تعلق نہ رکھے) اور اپنے خاوند کی فرمانبرداری کرے۔ تو بہشت کے جس دروازہ سے چاہے داخل ہو جائے۔

تنبیہ ۔ ۱۔ میری بہنو۔ فقط مسلمان کہلوانے مسلمانوں کے نام رکھوانے۔ مسلمانوں کے گھر میں بیاہی جانے۔ مسلمانوں کے تہواروں میں خوشیاں منانے (مثلاً عید الفطر آئی تو عمدہ کپڑے پہن لئے۔ اور عید اضحیٰ آئی۔ تو کپڑے پہنے اور قربانی کا گوشت کھا لیا)۔ سے بارگاہِ الٰہی میں تم مسلمان نہیں کہلا سکتی۔ اور نہ عذابِ الٰہی سے نجات پا سکتی ہو۔

۲۔ بعض عورتوں میں یہ مرض ہوتا ہے۔ بجائے اس کے کہ مردوں کی فرمانبردار ہوں۔ مردوں کو اپنا تابع بنانا چاہتی ہیں۔ کہ مرد جو کمائے اُن کی ہتھیلی پر لا کر رکھ دے۔ نہ ماں کو دے نہ باپ کی خدمت کرے۔ نہ کسی بھائی بہن کا حق ادا کرے۔ اور جس سے اُن کی صلح ہو اُس سے مرد ملے جُلے اور جہاں ان کی لڑائی ہو اُن لوگوں سے مرد بھی کوئی تعلق نہ رکھے ایسی صورت میں اگر مرد نے بیوی کا کہا مان لیا تو دونوں ہی دوزخ کا ایندھن بنیں گے۔

وما علینا الا البلاغ۔

عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَوْ کُنْتُ اٰمُرُ اَحَدًا اَنْ یَّسْجُدَ لِاَحَدٍ لَاَمَرْتُ الْمَرْأَۃَ اَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِہَا (رواہ الترمذی)

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔ اُنہوں نے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر میں کسی شخص کو کسی کے سجدہ کرنے کا حکم دے سکتا تو عورت کو حکم کرتا کہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔

تنبیہ ۔ میری بہنو! آپ سمجھ گئی ہونگی۔ کہ اللہ تعالےٰ نے خاوندوں کا کتنا درجہ بلند کیا ہے۔ کہ اگر غیر اللہ کو سجدہ جائز ہوتا تو بیویوں سے خاوندوں کو سجدہ کروایا جاتا۔ لہٰذا یاد رکھو کہ اگر مرد تم سے ناراض ہے تو سمجھو کہ اللہ تعالےٰ بھی ناراض ہے۔

مرد کی ناراضگی کے اسباب

۱۔ عورت بد زبان ہے۔ بولتے وقت مرد کی عزت کا لحاظ نہیں رکھتی۔ غصّہ کے وقت اُس کی پت اُتار کر رکھ دیتی ہے

۲۔ بعض عورتیں مرد کے ماں باپ کو بُرا بھلا کہہ دیتی ہیں۔ جسے مرد برداشت نہیں کر سکتا۔

۳۔ عورت فضول خرچ ہو۔ مرد کی مرضی کے بغیر عورت کو اس کا مال خرچ کرنا حرام ہے۔

۴۔ مرد کی مرضی کے بغیر عورت گھر سے باہر جائے۔ خواہ رشتہ داروں کے ہاں جائے۔

۵۔ جن لوگوں کے سامنے کھُلے مُنہ ہونا مرد پسند نہیں کرتا۔ اُن ہی کے سامنے ہونا۔

عزیز بہنو! اس قسم کی غلطیوں سے اپنے آپ کو بچایا کرو۔ تاکہ عذاب الٰہی میں مبتلا نہ ہونے پاؤ۔

ہاں یہ الگ بات ہے کہ آپ نے ان فرمانبرداری میں کوئی کمی نہیں کی۔ پھر بھی مرد خواہ مخواہ ناراض رہتا ہے تو اس صورت میں اللہ تعالےٰ کے فضل سے اُمید ہے کہ گرفت نہیں ہوگی۔

(۷) پڑوسی کا حق

عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَؓ قَالَ قَالَ رَجُلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ فُلَانَۃً تُذْکَرُ مِنْ کَثْرَۃِ صَلَاتِہَا وَصِیَامِہَا وَصَدَقَتِہَا غَیْرَ اَنَّہَا تُؤْذِیْ جِیْرَانَہَا بِلِسَانِہَا قَالَ ہِیَ فِی النَّارِ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَاِنَّ فُلَانَۃً تُذْکَرُ قِلَّۃُ صِیَامِہَا وَصَدَقَتِہَا وَصَلَاتِہَا وَاِنَّہَا تَصَدَّقُ بِالْاَثْوَارِ مِنَ الْاَقِطِ وَلَا تُؤْذِیْ بِلِسَانِہَا جِیْرَانَہَا قَالَ ہِیَ فِی الْجَنَّۃِ۔ رواہ احمد والبیہقی۔

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا۔ ایک شخص نے کہا۔ یا رسول اللہ فلانی عورت کے متعلق ذکر کیا جاتا ہے۔ کہ بڑی نمازیں ادا بڑے روزے اور بڑی خیرات کرتی ہے۔ مگر وہ اپنے ہمسایوں کو زبان سے ایذا پہنچاتی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ وہ دوزخ میں جائیگی۔ (پھر) اُس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلانی عورت (پہلی سے) روزے تھوڑے اور خیرات تھوڑی اور نماز تھوڑی پڑھتی ہے۔ یعنی فرضوں کے بعد نفل نمازیں تھوڑی پڑھتی ہے) اور وہ پنیر کے ٹکڑے خیرات کرتی ہے (یعنی پنیر کے بچے کھچے ٹکڑے گداؤں کو دیتی ہے) اور اپنے ہمسایوں کو زبان سے نہیں ستاتی۔ آپ نے فرمایا وہ بہشت میں جائیگی۔

تنبیہ ۔ مسلمان بہنو! تم نے دیکھا۔ زبان دراز ہمسایوں کو ایذا دینے والی عورت باوجود نماز

روزہ، خیرات کرنے کے دوزخ میں جائے گی۔
اگر تم دوزخ سے بچنا چاہتی ہو۔ تو تمہارا فرض ہے کہ کوئی کام ایسا نہ کرو۔ جس سے ہمسائے کو تکلیف ہو۔ بطور نمونہ بعض باتیں ذکر کر دی جاتی ہیں۔ تاکہ عبرت ہو۔ مثلاً

۱۔ لڑائی کسی اور بات پر تھی۔ مگر محض ہمسائی کو ذلیل کرنے کے لئے اس پر بہتان باندھ دیا۔ کہ فلاں شخص سے تیرا ناجائز تعلق ہے۔

۲۔ یا ہمسائی کی بہو۔ بیٹی کو محض ذلیل و خوار کرنے کے لئے اُن پر تہمت لگا دی کہ اُن کا فلاں شخص سے ناجائز تعلق ہے۔

۳۔ یا گھر میں سے کوئی چیز گم ہوئی تو بلا تحقیق اپنے گمان سے ہمسائی کے ذمہ لگا دی۔ کہ وہ یا اُس کے بچے لے گئے ہوں گے۔ یہ خیال نہیں کرتیں کہ ممکن ہے ہمارے بچے ہی نے کہیں ضائع کی ہو۔

۴۔ عموماً ہمسائے ایک دوسرے کے حالات سے بخوبی واقف ہوتے ہیں۔ بعض عورتوں کی عادت ہوتی ہے کہ ہمسایوں کے پوست کندہ حالات جہاں گئیں وہیں سناتی رہیں۔ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ غیبت (گلہ کرنا) کا گناہ زنا سے بھی سخت ہے اور غیبت کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جھوٹی بات کہی جائے۔ جو بات بھی کسی کے پس پشت کہی جائے غیبت ہے۔ اگر روبرو کہی جاتی تو اُسے ناگوار طبع ہوتی۔ خواہ وہ سچی بات ہو تو بھی غیبت ہے۔

(۸) عام انسانوں کے حقوق

عَنْ جُرَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مَنْ لَا يَرْحَمُ النَّاسَ۔ متفق علیہ۔

ترجمہ۔ جریرؓ بن عبد اللہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص لوگوں پر رحم نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ اس پر رحم نہیں کرتا۔

تنبیہ۔ عزیز بہنو! اگر تم چاہتی ہو۔ کہ اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے۔ تو تمہیں چاہیئے کہ ہر ایک انسان پر (خواہ مسلمان یا کافر ہو) رحم کرو۔ (یعنی جہاں تک ممکن ہو۔ ہر ایک انسان کی مدد کر کے دُعا لیا کرو)

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍوؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلرَّاحِمُوْنَ يَرْحَمُهُمُ الرَّحْمٰنُ اِرْحَمُوْا مَنْ فِي الْاَرْضِ يَرْحَمْكُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ۔ رواہ ابوداؤد والترمذی

ترجمہ۔ عبد اللہ بن عمروؓ نے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ رحم کرنے والوں پر رحمٰن رحمت نازل کرتا ہے۔ تم زمین والوں پر رحم کرو تم پر وہ (اللہ تعالیٰ) اور اس کے فرشتے رحم کریں گے۔ جو آسمان پر ہیں۔

عزیز بہنو! زمین پر رہنے والے انسان بلکہ پرند چرند حیوانات پر رحم کیا کرو۔ تاکہ اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے۔ غرضیکہ ہر ایک جاندار کو دُکھ دینے سے پرہیز کیا کرو۔ مثلاً حیوانات پر اس طرح ظلم ہو سکتا ہے۔ کہ گائے۔ بھینس۔ بھیڑ۔ بکری ہم نے پالی ہوئی ہے۔ اسے وقت پر پانی نہ پلائیں۔ چارہ کم کھلائیں۔ ہر وقت باندھ رکھیں۔ ان جانوروں کے بچوں کو بھوکا ماریں اور دودھ سارا خود دوہ لیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عورت کو دوزخ میں دیکھا۔ جس نے بلی کو باندھ رکھا تھا۔ نہ خود کھانے کے لئے اُسے دیا اور نہ چھوڑا۔ کہ خود تلاش کر کے اپنا رزق کھاتی۔ اسی حالت میں وہ مر گئی۔

آخری گزارش

عزیز بہنو! جن بہنوں کا خدا تعالیٰ پر ایمان ہے۔ قیامت پر یقین رکھتی ہیں۔ عذاب الٰہی سے نجات چاہتی ہیں۔ انہیں اپنی ایمانی قوت سے فرائض انسانی کے بجالانے کا شوق پیدا ہوگا۔ اور اللہ تعالیٰ کی یاد سے وہ لذت آشنا ہوں گی۔ مگر جنہیں دُنیا ہی کی زندگی کا آرام و راحت مقصود ہو۔ نہ خدا تعالیٰ پر ایمان نہ عذاب ثواب سے سروکار اُنہیں کیا ضرورت ہے۔ کہ مسلمان عورت کے اسلامی فرائض سے آگاہ ہوں یا سینما اور تھیئٹر دیکھنا چھوڑ دیں۔ یا کھلے بندوں اجنبی غیر محرم مردوں سے تنہائی میں میل جول سے پرہیز کریں یا گانے بجانے کی بجائے تلاوت قرآن حکیم کریں۔ یا ذکر الٰہی سے رُوح کو آرام پہنچائیں۔

آخری دُعا

اے اللہ! تو ہماری بہنوں کو مسلمان بنا۔ انہیں اپنے فرائض ادا کرنے کی توفیق عطا فرما! مغربی عورتوں کے نقائص و عیوب سے نفرت دلا۔ دوزخ سے بچا! جنّت میں داخل فرما!

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

تبصرہ

ماہنامہ کھلونا لاہور
صفحات ۴۶۔ سائز ۲۷×۱۷
سالانہ چندہ چار روپیہ
قیمت فی پرچہ چھ آنہ

کاغذ، کتابت، لکھائی، چھپائی معمولی جیسا کہ نام سے ظاہر ہے۔

یہ بچوں کا ماہوار رسالہ ہے۔ رسالہ کی مدیرہ ایک خاتون ہے۔ مدیر معاون اور مدیر اعزازی مرد ہیں۔ نہ معلوم اس اختلاط میں کیا مصلحت ہے۔ اس بات کو اگر نظر انداز کر دیا جائے تو رسالہ اپنی جگہ مفید ہے۔ دوسرے بچوں کی رسالوں کی طرح اس میں نہ زیادہ تصاویر ہیں اور نہ بیہودہ اور بے معنی کہانیاں۔ رسالہ میں دینیات پر بھی مضامین پائے جاتے ہیں جن کی ہمارے بچوں کو اشد ضرورت ہے
پرچہ کے آخر میں مدیر صاحب کی جانب سے محکمہ تعلیم کے کسی بزرگ کے ہاں صاحبزادہ تولد ہونے پر قصیدہ درج ہے۔ اگر یہ کسی بچے کی طرف سے کسی غیر معروف نو مولود کی "شان" میں ہوتا تو واقعی قابل داد تھا۔ لیکن مدیر صاحب کی جانب سے انفرادی ستائش کچھ بچوں کی رعایت سے صحت مند نہیں۔ بہرحال رسالہ قابل قدر ہے۔

بقیہ محسنہ کائنات صفحہ ۱۴ سے آگے :-

رہا ہوں - لہٰذا آج میں اس درخت کے ساتھ ہی جل کر خاک سیاہ ہو جاوں گا - کیونکہ میرا اس جگہ سے اُڑ کر کسی دوسرے درخت میں جا کر پناہ لینا شرطِ وفاداری کے خلاف ہوگا

نوجوانو! ہم نے اپنی ماؤں کی چھاتیوں سے دودھ پیا - اُن کے پیٹوں میں کئی مہینے گزارے - اگر ایک تولہ بوجھ ہمارے پیٹ میں درد پیدا کر سکتا ہے تو ہمیں بھی احساس ہونا چاہئے کہ ہماری ماوں پر کتنی مصیبت ہوتی ہوگی - اور پھر پیدا ہونے کے بعد اُن کا بھنگنوں کی طرح ہماری پرورش میں رات دن لگے رہنا - اور اس دوران میں باپ کا محبت کرنا کتنا بڑا احسان ہے - کاش ہم پرندے کی زبان ہی سے سبق حاصل کریں - اور اپنی زندگیاں والدین کی خدمت میں صرف کرنے کا مکمل تہیہ کرلیں

خیر! حقوق والدین کے متعلق حضور اکرمؐ کے چند اشارات اور سنئیے - حضرت اسماءؓ بنت ابوبکرؓ سے ہے - کہ میں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں عرض کیا - کہ یا رسول اللہ میری ماں میرے پاس مدینہ منورہ میں آئی ہے - اور وہ اسلام سے بیزار ہے - کیا میں اس سے حُسنِ سلوک کروں ؟ فرمایا نعم صلیہا - ہاں اُس سے حُسنِ سلوک کر - اندازہ فرمائیے کہ اسلام وہ مبارک مذہب ہے - کہ مشرکہ والدہ کے ساتھ بھی حُسنِ معاملت کی تاکید فرما رہا ہے - مگر ہمارے معاشرے میں بدمست نوجوان ایک پاکدامن - نمازی اور ضعیف والدہ کی توہین تک کرنے سے بھی نہیں ڈرتے - ع

ببیں تفاوت راہ از کجا تا بکجا

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ حضورِ اکرمؐ نے فرمایا - کہ میں جنّت میں میں داخل ہُوا - تو میں نے قرأتِ قرآن کی آواز سُنی - فَقُلْتُ مَنْ ھٰذا (میں نے پوچھا یہ کون ہے ؟) فرشتوں نے جواب دیا - یہ حارثہ بن نعمان ہے - صحابہ کرامؓ نے جب اس کا سبب پُوچھا تو حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا - کَانَ اَبَرَّ النَّاسِ بِاُمِّہٖ - وہ اپنی ماں سے بہت ہی اچھا سلوک کرنے والا تھا -

سُنئیے ماں تو ماں خالہ کا مقام بھی صلہ رحمی کے باب میں کتنا بلند ہے - ابنِ عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضورِ رسالتمآب میں آکر عرض کیا - یا رسول اللہ میں نے بہت بڑا گناہ کیا ہے - فرمایا ھَل لَکَ مِنْ اُمٍّ (کیا تیری ماں ہے ؟) عرض کیا - نہیں - قَالَ ھَلْ لَکَ مِنْ خَالَۃٍ (فرمایا - کیا تیری خالہ ہے ؟) عرض کیا - نعم - ہے - فرمایا - فَبِرَّھَا - پس اُس سے نیکی کر - اللہ - اللہ - والدہ کا وجود کتنا بابرکت ہے - کہ اُس کی ہمشیرہ کے ساتھ نیک سلوک کرنے سے بھی بڑے بڑے گناہوں سے نجات ملتی ہے -

آگے سُنئیے - خود آقائے انس و جاں کا اپنا عمل کیا تھا - حضرت ابن الطفیلؓ کا بیان ہے کہ میں نے ایک گاؤں میں سرورِ کونین کو دیکھا - کہ لوگوں میں گوشت بانٹ رہے تھے - اچانک ایک عورت آگئی - وہ حضورِ انورؐ کے قریب پہنچی - آپؐ نے اپنی چادر دوشِ نبوت آثار سے اُتار کر زمین پر بچھا دی - وہ عورت اُس پر بیٹھ گئی - صحابہؓ فرماتے ہیں - کہ میں نے لوگوں سے استفسار کیا کہ یہ کون ہے ؟ تو جواب ملا - یہ حضورِ اکرمؐ کی دُودھ پلانے والی ماں ہے -

دیکھئے - وہ فخر الرسل جو شبِ معراج بیت المقدس میں انبیاء کرام کا امام بنا - وہ ہادی دوراں جو تمام کائنات کی طرف مبعوث ہُوا - وہ اشرف الخلائق جو قیامت کے دن مقامِ محمود پر جلوہ گری کر رہا ہوگا - آج لوگوں کے سامنے اپنی حقیقی ماں کی آمد پر نہیں بلکہ رضائی ماں کی آمد پر اپنی یمنی چادر اُتار کر نہایت تعظیم سے زمین پر بچھا رہا ہے - اور عقیدت سے کھڑا جھوم رہا ہے - ہاں ہاں - یہی وہ صادق المخبرؐ ہے - جس کی زبان حقیقت بیان نے نوعِ انسان کو یہ سبق دیا - کہ " جنّت ماں کے قدموں تلے ہے - "

(حاضرین نہایت محویت سے احادیث مقدسہ دیکھ رہے ہیں - والدین کے نافرمان آج اس وعظ کی برکت سے اپنی حرکاتِ شنیعہ پر تاسف کر رہے ہیں - بوڑھے مرد اور عورتیں مولوی عبدالعزیز کی باتیں سُن کر بے حد خوش ہو رہے ہیں - بشیر بھی آج وعظ میں کئی دفعہ آنسو گرا چکا ہے)

مولوی عبدالعزیز صاحب - خیر بزرگو اور دوستو - ہمیں رب العزّۃ سے دعا کرنا چاہئے - کہ وہ ہم سب کو حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے -

(مولوی صاحب ان الفاظ کے ساتھ بیٹھ جاتے ہیں - اور دُعا مانگی جاتی ہے)

حاضرین - مولوی صاحب - آپ جمعہ میں بھی وعظ فرمائیں گے ؟

مولوی صاحب - کچھ واپس جانے کا ارادہ ہے

حاضرین میں سے خصوصاً بوڑھے - مولوی صاحب - اللہ تعالےٰ آپ کی عمر دراز کرے - آپ نے تو آج ہمارے زخمی دلوں پر مرہم لگا دی ہے - اگر نوجوان آپ کے وعظ پر عمل کریں تو ہماری ذلّت عزّت سے بدل سکتی ہے -

مولوی صاحب - خیر - بزرگو - اللہ تعالےٰ آپ کو بھی جزائے خیر دے - اگر اللہ تعالےٰ کو منظور ہُوا - تو جمعہ کے دن میں رسولِ مقبولؐ کے چند ارشادات اسی ضمن میں اور عرض کر دونگا - ویسے بابا جی آپ بھی ذرا بیٹوں سے محبت اور درگزر سے ہی کام لیا کریں -

بابا جی - بیٹا - ہم تو صرف اپنے بیٹوں سے خالی محبت کے طالب ہیں - ہم تو ہر حال میں اُن کے لئے دُعائیں ہی کرتے رہتے ہیں -

(اب چند حاضرین نے مولوی صاحب سے مصافحہ کیا اور جلسہ برخاست ہُوا)

بقیہ احادیث الرسول صفحہ ۱ سے آگے

وضو بھی فرماتے تھے - میں واپس آیا - تو رسول اللہ سو رہے تھے - میں نے جگانا مناسب نہ جانا اور خود بھی سو رہا - یہاں تک کہ آپ خود بیدار ہوئے - میں نے دودھ میں تھوڑا سا پانی ملایا اور وہ ٹھنڈا ہو گیا اور پھر عرض کیا - یا رسول اللہؐ پی جئیے - آپؐ نے پی لیا اور میں بہت خوش ہوا - پھر آپؐ نے فرمایا کیا کوچ کا وقت نہیں آیا - میں نے عرض کیا ہاں وقت آ گیا - چنانچہ دن ڈھلے ہم نے کوچ کیا اور ہمارے پیچھے سراقہ بن مالک آیا - میں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ دشمن آ گیا - آپ نے فرمایا غم نہ کرو خدا ہمارے ساتھ ہے - اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سراقہ کے لئے بد دعا کی - سراقہ کا گھوڑا پیٹ تک سراقہ کو لے کر زمین میں دھنس گیا - سراقہ نے کہا - میں جانتا ہوں - تم دونوں نے میرے لئے بددعا کی ہے - تم میری نجات و خلاصی کی دعا کرو میں خدا کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں کفار کو تمہارا پیچھا کرنے سے روک دونگا - رسول اللہؐ نے اس کے لئے دعا کی اور وہ نجات پا گیا اور پھر جو شخص سراقہ کو راستہ میں ملا - اس سے کہہ دیا تمہارے لئے میرا تجسس کافی ہے اِدھر وہ شخص نہیں ہے - اس شخص کو جو شخص بھی ملا اس نے اس کو یہی کہہ کر واپس کر دیا -

ہفتہ وار خبریں

سیالکوٹ ۱۷ر فروری ۔ (بذریعہ ڈاک) مقبوضہ کشمیر سے آمدہ ایک اطلاع میں بتایا گیا ہے کہ وہاں صوبہ جموں کی تحصیل راجوری میں بھارتی فوجوں نے چھبیس مسلمانوں کو ہلاک اور دو کو شدید مجروح کر دیا ۔ مجروحین کی حالت خطرناک بتائی جاتی ہے ۔

لاہور ۔ ۱۷ر فروری ۔ تمام مغربی پاکستان کے لوکل بورڈز کے تقریباً دس ہزار اساتذہ نے اپنے مطالبات پورے نہ ہونے پر آج یہاں مظاہرے کئے ۔

کراچی ۱۷ر فروری ۔ آج قومی اسمبلی میں بجٹ پر بحث کا دوسرا مرحلہ ختم ہو گیا ۔ اگلے مالی سال کے لئے مختلف وزارتوں کے تمام مطالبات منظور کر لئے گئے ۔

کراچی ۔ ۱۷ر فروری ۔ آج قومی اسمبلی میں حکومت کی طرف سے بتایا گیا کہ حکومت گیہوں کی قیمت فروخت کو کم کرنے کے لیے ہر ممکن کوشش کر رہی ہے ۔

لاہور ۔ ۱۸ر فروری ۔ لاہور کارپوریشن کے اساتذہ نے کارپوریشن کے حکام کی طرف سے ان کے مطالبات تسلیم نہ کئے جانے کے خلاف احتجاجاً ہڑتال شروع کر دی ہے ۔ اساتذہ کا دعوے ہے کہ ڈیڑھ ہزار میں سے ایک ہزار اساتذہ ہڑتال میں حصّہ لے رہے ہیں ۔

کراچی ۔ ۲۰ر فروری سعودی عرب سے گیارہ اشخاص کا ایک تجارتی وفد آج صبح یہاں پہنچا ۔ بتایا گیا ہے کہ آج سعودی عرب اور پاکستان کے درمیان تجارتی بات چیت شروع ہو گئی ہے ۔

الجزائر ۔ ۱۸ر فروری ۔ فرانسیسی فوج کے حکام نے آج یہاں سرکاری طور پر اعلان کیا ہے کہ گذشتہ ۲۴ گھنٹوں کے دوران میں فرانسیسی فوج نے ڈیڑھ سو حریت پسندوں کو شہید کر دیا ہے ۔

نیویارک ۱۵ر فروری ۔ اقوام متحدہ میں بھارتی وفد کے مندوب مسٹر کرشنا مینن نے اعلان کیا کہ پاکستان اور بھارت کے درمیان جنگ چھڑ جانے کا امکان ہے ۔

نیویارک ۔ ۲۰ر فروری ۔ اقوام متحدہ میں بھارت کے مندوب مسٹر کرشنا مینن آج سلامتی کونسل میں کشمیر کے مسئلہ پر دو گھنٹے تقریر کرنے کے بعد دھڑام سے گر پڑے ۔

نیویارک ۲۱ر فروری ۔ سلامتی کونسل میں کشمیر کے متعلق چار طاقتی قرار داد کے خلاف روس نے حق تنسیخ استعمال کیا ۔

نیویارک ۲۲ر فروری ۔ پاکستان کے وزیر خارجہ ملک فیروز خاں نون نے کل رات سلامتی کونسل میں کہا کہ اگر کشمیر کے متعلق بین الاقوامی معاہدوں کو اس طریقہ پر یکطرفہ طور پر مسترد یا معطل کرنے کی کوشش کی جاتی رہی تو اس سے اقوام متحدہ کے منشور کی خلاف ورزی ہو گی ۔

بقیہ آداب نماز

صفحہ ۱۰ سے آگے

(۶) سینہ کا قبلہ کی طرف سے پھر جانا (۷) خارج اشیاء سے جان کر یا بھول کر کچھ کھانا اگرچہ قلیل ہی ہو (۸) دانتوں میں اٹکی ہوئی چیز کا کھانا جو بقدر نخود (چنا) ہو (۹) کچھ پینا (۱۰) بلا عذر باآواز بلند گلا صاف کرنا اور کھنکارنا (۱۱) کسی تکلیف سے اُف کہنا (۱۲) درد و تکلیف کے سبب رونا (۱۳) آہ کرنا (۱۴) درد و مصیبت سے بلند آواز میں رونا ۔ اگر جنّت دوزخ کے تصوّر سے اونچی آواز سے گریہ ہو تو نماز نہیں ٹوٹے گی ۔ مفسدِ صلوٰۃ وہ رونا ہے جو مصیبت کے سبب ہو (۱۵) چھینک کی آواز سُن کر یرحمک اللہ کہنا (۱۶) خوشخبری سُن کر سبحان اللہ یا لا الٰہ الا اللہ کہنا ۔ (۱۷) رنج و غم کی خبر یا مصیبت کی حالت سُن کر اِنّا لِلّٰہ وَ اِنّا الیہ راجعون پڑھنا ۔ اور وہ تمام باتیں جن سے جواب دینے کا قصد کیا جائے مفسد نماز ہیں ۔ (۱۸) تیمّم کئے ہوئے کو پانی کا مل جانا یا دیکھ لینا (۱۹) جس نے موزوں پر مسح کیا ہو ۔ اس کی مدت مسح کا ختم ہو جانا یا ان کا پاؤں سے الگ کر دینا (۲۰) بحالت نماز کسی غیر نمازی کا کہنا ماننا ۔ مثلاً کوئی شخص بالجہر نماز پڑھ رہا ہے اس سے قرأت میں کچھ غلطی ہوئی پاس بیٹھے ہوئے نے بتایا کہ اس طرح پڑھو اور نمازی نے اصلاح کر لی ۔ تو نماز فاسد ہو جائے گی ۔ (۲۱) برہنہ بدن شخص کا جسم ڈھانکنے کے موافق کپڑے کا پا لینا (۲۲) امام کے سوا کسی اور کو حالتِ نماز میں لقمہ دینا ۔ یعنی جماعت کی حالت میں امام کی غلطی پر کسی مقتدی کا لقمہ دینا تاکہ امام کی اصلاح ہو جائے درست ہے لیکن کوئی دوسرا شخص جو نماز میں شریک نہ تھا ۔ الگ بیٹھا ہوا کچھ پڑھ رہا تھا اس کی غلطی پر مقتدی کا لقمہ دینا تو اس طرح اس صورت میں نماز ٹوٹ جائیگی (۲۳) نماز میں خدا سے اس قسم کا سوال کرنا جس طرح مخلوق سے کیا جاتا ہے ۔ مثلاً یوں کہنا کہ الٰہی فلاں عورت سے میرا نکاح کرا دے یا اتنا روپیہ فلاں شخص سے دلا دے (۲۴) قرآن شریف میں دیکھ دیکھ کر پڑھنا ۔“

(باقی پھر)

دورۂ تفسیر

مدرسہ مدینۃ العلوم کی طرف سے دورۂ قرآن مجید

ہر شائق علم دین کو خوشخبری دی جاتی ہے کہ بستی اسلام آباد موضع پہلی اسٹیشن رحیم یار خاں میں ترجمہ قرآن مجید زیر تدریس مولانا مولوی عبدالغنی صاحب ماحی الشرک والبدعت بطرز حضرت مولانا حسین علی صاحب از تاریخ ۱۲ر رجب المرجب ۱۳۷۶ھ شروع ہو کر ۲۷ر رمضان المبارک کو اختتام پذیر ہو گا جس میں قیام طلباء قرآن مجید اور کا غذات کا انتظام از جانب مدرسہ طلباء کے لئے مفت ہو گا ۔

(پہنچنے کا پتہ)

اسٹیشن رحیم یار خاں سے اُتر کر پہلی کی لاری پر بیٹھ جائیں ۔

(حافظ) عبدالخالق خادم مجلس تحفظ ختم نبوت

بچوں کا صفحہ

سید مشتاق حسین بخاری

مساوات

عزیز بھائیو! دنیا کا ہر مذہب تمام انسانوں کے مابین مساوات کی تلقین کرتا ہے۔ ملکوں کے قوانین اور دستوروں میں یہ چیز شروع میں لکھ دی جاتی ہے کہ اس قانون کی رو سے تمام باشندے یکساں اور برابر تصور کیے جاتے ہیں۔ اس کے بعد دنیا کے ہر بڑے مہذب ملک کا دعوےٰ ہے کہ وہاں مساوات کی ہر طرح سے احترام و توقیر ہوتی ہے۔ لیکن جو مساوات پیارے بھائیو ہمارے مذہب میں ہے اور جتنی جلیل القدر عملی مثالیں مسلمانوں کی تاریخ میں مل سکتی ہیں۔ دنیا کی باقی قوموں کی مثالوں کو تمام یکجا کرکے بھی ان کا بدل اور مثال نہیں مل سکتی ہمارے ہاں مساوات نہ صرف قانون کے احترام میں لازمی ہے۔ بلکہ ہر عمل زندگی میں اس کے بغیر چارہ کار نہیں۔ ہمارے ہاں دولت کی تقسیم میں مساوات ہے۔ حاکم اور محکوم میں مساوات ہے جتنے بھی مذہبی احکامات ہیں۔ ان کی بجا آوری سب پر فرض ہے۔ خواہ وہ خلیفۃ المسلمین ہو یا ایک عام مسلمان۔ عزیز بھائیو! اب ہم مثالوں سے واضح کرتے ہیں کہ اسلامی مساوات کتنی ارفع و اعلےٰ ہے اور وہ مساوات جس کی دنیا کی دوسری قومیں دعوے دار ہیں۔ اس میں بناوٹ کو کتنا دخل ہوتا ہے۔

ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمام اقوام عالم کے نزدیک برگزیدہ اور لاثانی ہستی ہیں اور ہمارے ایمان کے مطابق تو کل کائنات میں خدا تعالےٰ کے بعد بزرگ ترین ذات اقدس وہی ہیں۔ اللہ تعالےٰ کے ہاں آپ کی قدر افزائی اور خاطر داری بھی آپ ہی کے شایان شان ہے۔ لیکن مساوات میں آپؐ بچپن ہی سے نمونہ تھے۔ ایام شیر خوارگی میں آپؐ اپنی رضاعی ماں کا اپنے ہی حصہ کا دودھ پیتے۔ اور باقی اپنے رضاعی بھائی کے لیے چھوڑ دیتے۔ ذرا بڑے ہوئے تو اپنی رضاعی ماں حلیمہ سعدیہؓ سے فرمایا کہ یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ میرے دوسرے بھائی بکریاں چرائیں اور میں بیکار رہوں میں بھی بکریاں چراؤں گا۔ اس سے بڑے ہوئے تو اپنے دوسرے رشتہ داروں کے ساتھ تجارت کی مصیبتیں برداشت کرکے خاندانی مساوات کا نمونہ پیش کیا۔

بعثت کے بعد آپؐ کی زندگی میں قدم قدم پر مساوات کا سبق ملتا ہے۔ گو آپ مسلمانوں کے سب سے بڑے روحانی اور دنیوی پیشوا تھے (اور اب بھی ہیں) لیکن کبھی آپؐ اپنے جاں نثاروں کے ساتھ مل کر پتھر اٹھا کر عملی مساوات کی مثال پیش کرتے اور کبھی غلاموں کے ساتھ مل کر کام کرکے دنیا کو بتاتے کہ تمام انسان برابر ہیں۔ سب سے اعلےٰ مساوات کا نمونہ جس کی نظیر ساری دنیا میں نہیں ملتی۔ وہ تھا کہ آپؐ نے اپنی قریشی النسل پھوپھی زاد بہن کا عقد ایک غلام کے ساتھ کر دیا۔ اور جب کسی وجہ سے ان کا نباہ نہ ہو سکا تو ان کا عقد اپنے ساتھ فرما لیا۔

عزیز بھائیو! آج کی دنیا یہ دعوےٰ کرتی ہے کہ اس نے انسانیت کی تمام منازل طے کر لی ہیں اور وہ عدل و مساوات کا عمدہ سے عمدہ نمونہ پیش کر سکتی ہے۔ لیکن اسلام کے مقابلہ میں ان کا یہ دعوےٰ کرنا سورج کو چراغ دکھانا ہے۔ آپ کو شاید علم ہو کہ کسی ملک کا قانون وہاں کے بادشاہ یا صدر یا آمر وغیرہ پر اثر انداز نہیں ہوتا۔ یعنی اگر وہ کوئی خلاف قانون حرکت کرے تو بحیثیت ملکی سربراہ کے اس کے خلاف کوئی کارروائی نہیں ہو سکتی۔ اس کے برعکس اسلامی مساوات دیکھیے۔ کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک دفعہ کسی یہودی کا قرض دینا تھا۔ وہ یہودی اتنا بگڑ گیا کہ آپؐ کو کہیں جانے نہ دیتا تھا اور بار بار ادائیگی قرضہ کا مطالبہ کرتا تھا۔ اگرچہ آپ کے جاں نثار ساتھی یہودی کو سخت سست کہتے تھے۔ لیکن حضورؐ منع فرما دیتے تھے۔ کیونکہ آپؐ کے نزدیک اس میں بھی کئی ایک مصلحتیں تھیں جن میں سے ایک مساوات کی مثال قائم کرنا تھی۔ ۲۴ گھنٹہ تک آپؐ اسی مقام پر تشریف فرما رہے۔ حتیٰ کہ یہودی آپؐ کے اخلاق حسنہ سے گرویدہ ہو کر مسلمان ہو گیا اور قرضہ وغیرہ بھی معاف کر دیا۔

اسی اسلامی مساوات کے تحت ایک کافر محض کلمہ پڑھ کر وہ تمام حقوق حاصل کر لیتا جو کسی دیرینہ مسلمان بزرگ کو حاصل ہوتے۔ جن بزرگوں نے آپؐ کی مساوات کو قریب سے دیکھا ان کی زندگیوں میں انقلاب آ گیا۔ ان میں چند اصحاب کے حالات آپ انشاء اللہ کسی آئندہ اشاعت میں پڑھیں گے۔

ہمارے بھائیو! مساوات وہ چیز ہے۔ جس کو دیکھ کر اللہ تعالےٰ نہایت خوش ہوتے ہیں۔ یہ وہ اخلاق کی تلوار ہے جو اپنے بیگانے کو رام کیے بغیر نہیں رہ سکتی۔

ہمیں بھی چاہیے کہ اپنے ہر عمل حیات میں مساوات کو پیش نظر رکھیں۔ تاکہ دنیا ہماری وجہ سے اسلام کے قریب تر ہو کر ابدی جہنم سے بچ جائے۔ اس وقت دنیا اپنے بیگانے کالے گورے ملکی غیر ملکی تفریق سے جہنم کدہ بنی ہوئی ہے۔ اس کا علاج وعظ و نصیحت کے ساتھ ساتھ ہمیں اپنے عمل سے بھی پیش کرنا ہوگا۔

جو کرے گا امتیاز رنگ و خوں مٹ جائے گا
ترک خرگاہی ہو یا اعرابی والا گہر

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۲۷
ایڈیٹر
عبدالمنان چوہان

منظور شدہ محکمہ تعلیم کمار (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۱۴۳۳۱/C مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء
(۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری C-8-7/۲۷۳۰-۲۳۸۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء

بدل اشتراک
سالانہ لعہ
ششماہی ۲ ر
فی پرچہ ۲ ر

ہفت روزہ خدام الدین لاہور

کے ملنے کا پتہ

حضرو ضلع اٹک — خان نصیر اللہ خاں صاحب پٹھان
نواب شاہ (سندھ) — حافظ اور نگ زیب صاحب
نیشندارہ جنرل اسٹور مسجد روڈ
گجرات — مستری عطاء اللہ صاحب اخبار فروش
محلہ پنجو پورہ بیرون کالری دروازہ
ٹیکسلا ضلع راولپنڈی — حکیم شمس الدین احمد۔ قریشی دواخانہ
صادق آباد (بہاولپور) — میاں عبدالواحد صاحب نیوز ایجنٹ
کنڈیارو ضلع نواب شاہ سندھ — نظامی کتب خانہ شاہی بازار
— ابوالمظفر حاجی نور محمد صاحب
منیجر مسلم نیوز ایجنسی
کراچی — ملک محمد اسلم خاں صاحب معرفت مشتاق
علمی بک سٹال نزد ریٹز سینما بندر روڈ
کیمبل پور — قاضی محمد عبداللطیف صاحب
مکان نمبر ۷ نزد گرلز ہائی سکول
خانیوال ضلع ملتان — میاں محمد رفیق صاحب برتن فروش
اکبر بازار
سکھر — مولانا شیر محمد صاحب مہتمم مدرسہ انوار العلوم متصل مسجد اللہ والی بندر روڈ